نمبر ۲۵ | مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ ہجری | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صاحبزادگان کشمیر سے واپس آ گئے ہیں۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب اپنے بچہ کے علاج کے لئے تاحال امرتسر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ احباب بچہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ جسے پہلے کی نسبت بہت کچھ آرام ہے۔

مقامی پولیس جس کے انچارج ایک سکھ سب انسپکٹر صاحب ہیں عجیب رنگ اختیار کر رہی ہے۔ سب انسپکٹر صاحب نے ایک کباب فروش کو گائے کے گوشت کے کباب بیچنے سے بذریعہ تحریری نوٹس روک دیا۔ اور یہ کہا ہے کہ لائسنس والی دوکان میں کباب بیچے جائیں۔ حالانکہ کباب بیچنے والوں کے لئے کہیں لائسنس نہیں ہوتا۔

کمشنر صاحب لاہور کی عدالت میں مذبح قادیان کے خلاف اپیل کی سماعت

فریقین کے وکلاء کی بحث

۱۷ ستمبر کمشنر صاحب لاہور کی عدالت میں قادیان کے مذبح کے خلاف قادیان کے دو ہندوؤں کی اپیل پیش ہوئی۔ کوئی سکھ ان کے ساتھ شامل نہ تھا۔ کیونکہ قادیان کے سکھوں کی طرف سے ضلع کے حکام کے سامنے اقرار ہو چکا ہے۔ کہ انہیں مذبح پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے رائے بہادر موتی ساگر بیرسٹر سابق جج ہائی کورٹ پنجاب۔ اور ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کے علاوہ اور بھی کئی وکلاء پیش ہوئے۔ مسلمانوں کی طرف سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پیروکار تھے۔ قادیان اور مضافات کے بہت سے مسلمان بھی عدالت میں موجود تھے۔

لائسنس کے تعطل کا معاملہ

سب سے پہلے یہ معاملہ بحث میں آیا۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحب اپنا حکم واپس لے چکے ہیں۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے کہا۔ کہ ڈپٹی کمشنر نے حکم منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ فی الحال معطل کیا ہے۔ اور وہ جب چاہیں۔ اس کا اجرا کر سکتے ہیں عدالت۔ پھر تو جھگڑا ہی ختم ہے۔ جب حکم نہیں۔ تو بحث کس بات کی؟ ڈاکٹر نارنگ نے کہا۔ حکم فی الحقیقت منسوخ ہو چکا ہے۔ ویسے تو ڈپٹی کمشنر جس وقت چاہیں۔ پھر اجازت دے سکتے ہیں۔

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے کہا۔ پھر اپیل واپس لے لی جائے۔ اس گفتگو کے بعد کمشنر صاحب نے حکم دیا۔ کہ واقعات پر بحث کی جائے۔

رائے بہادر موتی ساگر کے دلائل

آپ نے کہا۔ ڈپٹی کمشنر نے بوچڑ خانہ کے لئے جو لائسنس دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اسے امن شکنی کا خطرہ تھا۔ اگرچہ حکم میں ایسے خطرہ کا کوئی ذکر نہیں

لیکن واقعات مظہر ہیں۔ اس سے پیشتر بھی تین بار بوچڑ خانہ کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے درخواستیں دی گئیں۔ لیکن وہ نامنظور ہوئیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اب منظوری کے لئے کوئی جدید حالات پیدا ہو گئے ہوں۔ ہندو اور سکھوں کے گاؤں اب بھی موجود ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب :۔ تبدیلی ہوئی ہے ؛

رائے بہادر نے کہا۔ بوچڑ خانہ بنایا گیا۔ اور زبردستی بنایا ہوا۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کہ نقضِ امن کا خطرہ ہے۔ اس علاقہ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات اچھے ہیں۔ بوچڑ خانہ کھلنے سے تعلقات خراب ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ پانچ ذمہ دار انجمنوں نے بوچڑ خانہ ہٹائے جانے کی درخواستیں کیں جن میں انجمن حمایت اسلام اور انجمن اسلامیہ قادیان کے نام قابل ذکر ہیں ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب۔ وہ سیکرٹری جس نے درخواست کی تھی۔ سو قوف کیا گیا ہے ؛

رائے بہادر نے کہا۔ خواہ کوئی ہو۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ مسلمانوں نے درخواستیں کیں ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب :۔ ان تاروں کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے

عدالت۔ یہ تاریں معمولی حیثیت کے لوگوں کی طرف سے ہیں جو سکھوں کی آبادی میں رہتے ہیں ؛

وکیل اپیلانٹ نے چند درخواستیں پڑھ کر سنائیں۔ جو بوچڑ خانہ کے ہٹا لینے کے لئے تھیں ؛

عدالت۔ لیکن اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ درخواست دہندہ معمولی آدمی ہیں ؛

ڈاکٹر نارنگ۔ لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس چیز کو خریدنے والے بھی معمولی آدمی ہوتے ہیں ؛

رائے بہادر موتی ساگر نے کہا۔ یہ امر تو ظاہر ہے۔ کہ وہاں نقض امن کا خطرہ ضرور ہے۔ پس یہ بات ہرگز درست نہیں۔ کہ ایک گاؤں کے چند مسلمانوں کے لئے علاقہ کے ہندوؤں اور سکھوں کے جذبات کو مجروح کیا جائے۔ اس لئے وہاں بوچڑ خانہ کی ضرورت نہیں ؛

عدالت :۔ دوسرے گاؤں میں بوچڑ خانہ ہے۔ وہاں کے سکھ اعتراض نہیں کرتے ؛

ڈاکٹر نارنگ :۔ وہ اتنے تھوڑے ہیں۔ کہ ان کی آواز نہیں نکلتی ؛

رائے بہادر موتی ساگر نے کہا۔ جب لائسنس نہیں دیا گیا تھا۔ تب بھی گئوکشی ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت ہندوؤں کی نظروں سے پوشیدہ۔ اگر علانیہ گئوکشی ہو۔ تو ہندوؤں کے جذبات سخت مجروح ہوں گے ؛

عدالت۔ لیکن جدید قادیان میں تو کوئی ہندو نہیں وہاں کیا اعتراض ہو سکتا ہے

ڈاکٹر نارنگ لیکن وہ جگہ بالکل قریب ہے۔ اور آمد و رفت ہوتی رہتی ہے ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب۔ وہ جگہ بالکل علیحدہ ہے۔ اور وہاں ایک ہندو بھی نہیں ؛

ڈاکٹر نارنگ کی تقریر

ازاں بعد نقشہ پر بحث ہوتی رہی۔ ڈاکٹر نارنگ نے کہا۔ کہ بوچڑ خانہ پر اعتراض موتی ساگر یا ظفر اللہ خاں نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اس سے مجھے کوئی رنج ہوتا ہے۔ لیکن اس امر سے تکلیف ہوتی ہے۔ کہ وہاں کے باشندوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگوں کے ہاں اگر کوئی ایسا طریقہ ہو کہ جادو کے ذریعہ وہاں گائیں جاتی ہوئی نظر نہ آئیں۔ نہ چہرہ نکلے نہ بدبو پھیلے تو شاید شکایت نہ رہے ؛

دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ جب وہاں جھٹکہ شروع ہوا۔ تو فوراً بوچڑ خانہ کی درخواست دے دی گئی۔ حالانکہ کسی بھی اصول کے مطابق جھٹکہ کا بدل گاؤکشی نہیں ہے۔ یہ کام محض جذبات کو مجروح کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ قطعاً ناجائز ہے۔ ذاتی طور پر تو میں اس طرزِ عمل کے حق میں ہوں۔ جس سے ملک میں امن قائم رہے۔ خواہ گوشت چھوڑ دال تک بھی ترک کرنی پڑے ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب :۔ آپ چھوت چھات چھوڑ دیں ؛

ڈاکٹر نارنگ۔ میں چھوت چھات کے خلاف ہوں اور اس کے خلاف آواز اٹھا چکا ہوں

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب :۔ اپنے بھائیوں سے کہیں کہ وہ چھوت چھات چھوڑ دیں۔ پھر ہم یہ چھوڑ دیں گے ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر

آپ نے کہا۔ قادیان مسلمانوں کی بستی ہے۔ اس قصبہ کو ایک مسلمان نے آباد کیا۔ اب بھی اس کے مالک مسلمان ہیں۔ وہاں کی آبادی کا صرف ساتواں حصہ غیر مسلم ہیں۔ اس سے پیشتر دو دفعہ درخواستیں دی گئیں۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ بوچڑ خانہ کی ضرورت وہاں دیر سے محسوس ہو رہی تھی اور جن لوگوں نے درخواست دی ہوگی۔ انہوں نے ضرورت کا احساس کیا ہی ہوگا۔ اور انہیں فائدہ نظر آیا ہوگا۔ اب تو حالات ہی بدل گئے ہیں۔ قادیان میں تار گھر کھل گیا ہے سماؤل ٹاؤن کمیٹی بنی اور ریل بھی چلی گئی۔ وہاں مسلمانوں کے سکول ہیں۔ اور جہاں تک اخبارات اور رسائل کا تعلق ہے۔ یہ قصبہ لاہور سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اب حالات بدل گئے ہیں پہلے اگر درخواستوں پر زور نہیں دیا گیا تھا۔ تو اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ ہمسایوں کے جذبات کے احترام کے پیش نظر ان درخواستوں پر زور نہیں دیا گیا۔ گورنمنٹ گئوکشی کے خلاف نہیں۔ اور گئوکشی کرنے کی اجازت ہے۔ سوائے اس جگہ کے جہاں نقضِ امن کا خطرہ ہو۔ لاہور امرتسر اور وزیر آباد وغیرہ میں تو درخواستوں کی بھی ضرورت نہیں۔ اور وہاں بوچڑ خانے جاری ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت اس چیز کی اقتصادی حیثیت کا احساس کرتی ہے۔ چوہدری صاحب نے گئوکشی کے مسئلہ پر مختلف وقتوں کی خط و کتابت پڑھ کر سنائی۔ اور کہا۔ کہ اس میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ گئوکشی کی ممانعت نہیں۔ لیکن ہمسایوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور جہاں خشت کہ آبادی ہو۔ وہاں بوچڑ خانہ آبادی سے باہر تین سو گز کے فیصلہ پر ہو۔ ممانعت کا کوئی ذکر نہیں۔ قادیان کا قصبہ کافی بڑا ہے۔ فاضلکا اس سے چھوٹا قصبہ ہے۔ وہاں بوچڑ خانہ کھل چکا ہے ؛

چوہدری صاحب نے کہا۔ ہمیں اس میں کوئی ضد نہیں۔ اگر کوئی خاص جگہ دوسروں کو ناگوار گزرتی ہے۔ تو وہ کوئی بہتر جگہ بتائیں۔ جس پر اعتراض نہ ہو ہم اقتصادی صورت حالات کے مطابق لحم البقر چاہتے ہیں۔ اس کا انتظام کمیٹی کر دے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب سمجھتے ہیں۔ کہ موجودہ جگہ اچھی نہیں۔ تو ہمیں بھی اس پر اصرار کی ضرورت نہیں۔ قادیان میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے اور اس وقت کم از کم دو سو گائے کے گوشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ استعمال ہوتی ہیں۔ وہاں ہر روز دو تین سو مہمان رہتے ہیں۔ اس لئے بٹالہ سے گوشت لانے میں بہت دقت ہوتی ہے۔ بڑا گوشت دوسرے گوشت سے بہت سستا ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں اقتصادی فائدہ ہے۔ اب ریل بن گئی ہے۔ اور بٹالہ کے قریب جاتے ہی بوچڑ خانہ نظر آتا ہے۔ کیا اس سے جذبات مجروح نہیں ہوتے۔ جہاں تک امن شکنی کا تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ امن شکنی ہوئی۔ اور شاید پھر بھی ہو۔ ہم صرف اس بنا پر لحم البقر کا استعمال نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم قادیان کے باشندے ہیں۔ اگر باہر سے گوشت لایا جائے تو اس صورت میں زیادہ عریانی ہوتی ہے۔ اور جذبات مجروح ہونے کا زیادہ خطرہ ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ قادیان ہی میں اس کے لئے انتظام کر دیا جائے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا اہتمام خواہ سماؤل ٹاؤن کمیٹی کرے۔ یا حکومت۔ آخر میں آپ نے کہا۔ جو تاریں وغیرہ دی گئی ہیں۔ ان کی حقیقت ظاہر ہے۔ جہر دین اب سیکرٹری نہیں ہے۔ انجمن اسلامیہ اس بات کے خلاف نہیں ہے۔ سپیشل سرکاری وکیل نے کہا۔ میں سرکار کی طرف سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہاں کوئی امن شکنی کا خطرہ نہیں ہے ؛

عدالت۔ تو دفعہ ۳ کے نفاذ کی ضرورت نہ تھی۔ وکیل ہاں (قہقہہ)

ڈاکٹر نارنگ کے دلائل

آپ نے کہا۔ سرکاری وکیل نے کہا ہے۔ کہ امن کا خطرہ نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ اس قدر شور و شر اور بوچڑ خانہ کا انہدام امن شکنی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اگر سماؤل ٹاؤن کو پورا اختیار ہے۔ تو وہ ایسا کرے ڈپٹی کمشنر کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی فاضل دوست نے کہا ہے۔ کہ وہاں تار گھر اور ریل بن گئی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ بعث کی ضرورت کے لئے یہ کونسی وجہ جواز ہے۔ اگر کل قادیان میں کوئی بڑا مینار بن جائے جو پانچ ہزار فٹ اونچا ہو۔ تو کیا اس سے قادیان میں گئوکشی کی ضرورت کا احساس ثابت ہو جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۳ اگست ۱۹۲۹ء کے اخبار "الفضل" کا حوالہ دیا۔ اور کہا۔ کہ اس میں لکھا ہے۔ کہ پہلے دو مسلمانوں کو لحم البقر کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اور اب جھٹکہ کے کھلنے کے بعد اس چیز کا احساس ہوا ہے۔ آپ نے کہا۔ لائسنس کی وجہ جھٹکہ تھا اگرچہ ہندو مسلمانوں کو گائے کا گوشت کھانے سے نہیں روک سکتے۔ لیکن وہ بھی اس ملک کے باشندے ہیں ؛

جہاں تک اقتصادی صورت کا تعلق ہے۔ قادیان میں جس آبادی کا اضافہ ہوا ہے وہ تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ اور وہ زیادہ خوشحال ہیں۔ اس لئے انہیں اس چیز کی کوئی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا لائسنس کی ضرورت بھی نہیں ہے ؛

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے کہا۔ کہ "الفضل" میں امام جماعت احمدیہ نے جو اعلان کیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اب اقتصادی ضرورت انتہا تک پہونچ چکی ہے ؛ وکلائے فریقین کے دلائل سننے کے بعد کمشنر صاحب نے فیصلہ محفوظ رکھا ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے متعلق
اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۸ ستمبر کو سرینگر سے عازم دارالامان ہونگے اور ایک دن سیالکوٹ ٹھہر کر یکم اکتوبر قادیان پہنچ جائینگے انشاء اللہ۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۵ ستمبر کے بعد کوئی خط وغیرہ بذریعہ ڈاک حضور کی خدمت میں سرینگر کے پتہ پر نہ بھیجا جائے۔ بلکہ اس تاریخ کے بعد خطوط وغیرہ قادیان کے پتہ پر ارسال کئے جائیں ؛

ایک احمدی پر قاتلانہ حملہ

۱۵ ستمبر میاں محمد یوسف صاحب پر جو کہ ایک بہت جوشیلے احمدی ہیں۔ ایک شخص نے جس کا بھائی ان کے ذریعہ احمدی ہوا چاقو سے حملہ کیا۔ تین زخم لگے۔ حملہ آور موقعہ پر گرفتار کر کے حوالہ پولیس کر دیا گیا۔ اور میاں محمد یوسف صاحب کو ہسپتال پہونچایا گیا۔ احباب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۹ء جلد ۱۷

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا علم کلام

اور

عیسائی اخبار "نور افشاں" کا خیالِ خام

"الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرکے بتایا گیا تھا۔ کہ مذہبی تحریروں میں "زندہ مذہب" "زندہ کتاب" "زندہ نبی" وغیرہ کی اصطلاحیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استعمال فرمائی ہیں۔ انہیں قبولیت عامہ کا درجہ حاصل ہو رہا ہے اور مسلمانوں میں سے اہل علم اصحاب اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اظہار مطلب کیلئے انہیں بہترین سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں ؛

ہماری یہ بات عیسائی معاصر "نور افشاں" کو بہت ناگوار گذری ہے اور اس نے اپنی "کتاب مقدس" سے جو عجیب و غریب اور دور از عقل و فکر کہاوتوں کا مجموعہ ہے۔ چند ایسے فقرات چن کر جن میں "زندہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ دعوٰی کیا ہے کہ

"یہ اس زندہ کتاب کے روزمرہ کے محاورے ہیں جسکی قدامت کے آگے خدائے قادیان اپنی ذات و صفات سمیت کتم عدم میں لاشئے محض تھا۔" (۳۰ اگست ۱۹۲۹ء)

ایک علمی بحث کے سلسلہ میں یہ طرز کلام اور اس کے علاوہ اور بہت سی درشت کلامی اور بدزبانی جو "نور افشاں" نے بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے متعلق کی ہے۔ دُور کا بھی تعلق نہیں رکھتی۔ لیکن "نور افشاں" معذور ہے جب اس کے خداوند خدا کی خوش کلامی کے بہت سے نمونے اس "زندہ کتاب" میں موجود ہوں جس کا اس نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں حوالہ دیا ہے۔ تو اس کا ایک عاجز بندہ "ایڈیٹر نور افشاں" جتنا بھی تہذیب و شرافت سے گر جائے۔ اس کا حق ہے۔ پس ہم اس پہلو کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے اصل امر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ؛

"نور افشاں" نے دعوٰی تو یہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے جن فقرات کا ہمنے حوالہ دیا تھا۔ یہ "نور افشاں" کی کتاب مقدس کے روزمرہ کے محاورے ہیں۔ لیکن اسکے ثبوت میں بیچارے کو اپنے خداوند خدا کا ایک بھی محاورہ دستیاب نہ ہوا۔ اور "کتاب مقدس" کی ادھر ادھر کی بھرتی ہے جو محاورے اس نے پیش کئے ہیں ان ... میں بھی کوئی ایسا فقرہ نہیں جسمیں "زندہ مذہب" یا "زندہ کتاب" کے الفاظ موجود ہوں۔ چنانچہ "مذہب" اور "کتاب" کے الفاظ "نور افشاں" نے خود اپنی طرف سے ڈالکر وہ فقرات پیش کئے ہیں اور بالآخر اسے اقرار کرنا پڑا ہے "لفظ زندہ اور زندگی بائبل مقدس کی ایک خاص اصطلاح ہے جو ہزاروں آیتوں میں مختلف طریقوں سے استعمال ہوئی ہے"

اس بے وا ہمی اور بیچارگی پر اتنا بڑا دعوٰی جو "نور افشاں" نے کیا۔ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے ذکر میں کہیں یہ نہیں کہا تھا کہ لفظ "زندہ" آپ سے قبل کہیں استعمال ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ہمارا دعوٰی تو یہ تھا۔ کہ "زندہ کتاب" "زندہ مذہب" اور "زندہ نبی" کے محاورے اپنے اصل اور حقیقی مفہوم کے لحاظ سے آپ ہی نے استعمال فرمائے اور اسکی وجہ بھی ہمنے بیان کر دی تھی۔ کہ "انہیں سوائے اس انسان کے کوئی ایجاد کر ہی نہیں سکتا تھا۔ جو ذاتی طور پر انکے مفہوم سے واقفیت رکھتا ہو۔ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو ہی حاصل تھی۔ اس لئے آپ نے مختصر الفاظ میں بہت بڑی حقیقت بیان فرما دی"

پس اول تو "نور افشاں" کو یہ محاورے اپنی "کتاب مقدس" سے دکھانے میں سخت ناکامی ہوئی ہے۔ دوسرے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ جو فقرات "نور افشاں" نے پیش کئے ہیں۔ ان کا وہی مفہوم ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فقرات کا ہے۔ تو اس سے آپکی شان پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ آپکے مثیل مسیح ہونے کا ایک اور ثبوت ملتا ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد انیس سو سال کے عرصہ میں اگر انکے رنگ میں کلام کرنیوالا کوئی پیدا ہوا۔ تو وہی پیدا ہوا جس کا دعوٰی مثیل مسیح ہونیکا ہے اور کسی کو نہ اسکی توفیق ملی۔ اور نہ کسی کے ذہن میں ایسے الفاظ آئے۔ کیا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثیل مسیح ہونیکا بہت بڑا ثبوت نہیں ہے کہ آپنے حضرت مسیح سے انیس صدیاں بعد آنیکے باوجود اس علم کلام کو زندہ کر دیا۔ جس کا پتہ "نور افشاں" کو بھی سوائے اپنی "کتاب مقدس" کے اور کہیں نہیں ملتا۔ پس اگر اس قسم کے محاورے بائبل میں پائے بھی جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریروں میں استعمال کئے ہیں تو اس سے آپکی شان میں کمی واقعہ نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہی واقعہ مثیل مسیح تھے۔ اور یہ آپ ہی کا کام تھا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا وہ علم کلام جو بائبل میں بند ہو کر رہ گیا تھا۔ اسے زندگی بخشیں ؛

یہ نہ صرف تمام عیسائیوں پر بلکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اتنا بڑا احسان ہے جسکے سامنے عیسائیوں کی گردنیں خم ہو جانی چاہئیں لیکن "نور افشاں" کی احسان فراموشی اور طوطا چشمی ملاحظہ ہو ۔ اُلٹا بیہودہ سرائی اور یاوہ گوئی کر رہا ہے ؛

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان محاورات کے متعلق جنکا ہمنے اس مضمون میں ذکر کیا ہے بائبل مقدس میں پایا جانا فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے عیسائیوں کی دستار فضیلت میں کونسا طرہ لگجاتا ہے۔ کیا تمام عیسائی دنیا میں اتنی ہمت اور جرأت ہے کہ انکو اپنے کلام میں صحیح طور پر استعمال کر سکے۔ اور ان کے درست ہونیکا ثبوت پیش کر سکے ہم دعوٰی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آج تک کوئی بڑے سے بڑا عیسائیت کا پیرو نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ جو ان محاورات کو اپنے اعمال سے درست ثابت کر سکے۔ کیا عیسائی دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ چیلنج بھول گئے ہیں۔ جو آپنے اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مقابلہ میں عیسائیت کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے متعلق دیئے۔ اور کیا آج تک کسی عیسائی نے انکو منظور کرنے کی جرأت کی۔ ڈوئی بڑے جوش و خروش سے سامنے آیا تھا۔ مگر اس کا جو انجام ہوا۔ اور جسکی تصدیق خود عیسائی اخبارات نے کی۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ پھر "بائبل مقدس" میں "زندہ اور "زندگی" کے الفاظ کی حقیقت سوائے اسکے کیا ہے۔ کہ اب ان الفاظ کا مفہوم موت سے بدل چکا ہے یہ معانی اور مفہوم سے خالی ہو چکے۔ اور محض قشر رہ گئے ہیں۔ ہم اس امر کو انشاء اللہ دوسری صحبت میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ناظرین کرام کے سامنے پیش کرینگے ؛

داس کی موت

کیا حیرت اور تعجب کا مقام نہیں کہ پنڈت موتی لال نے بحیثیت صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ان فاقہ کشوں کے متعلق ہمدردی کا ریزولیوشن پیش نہ ہونے دیا۔ جو لاہور جیل میں فاقہ کشی کر رہے تھے۔ اور گاندھی جی نے ان لوگوں کے طرز عمل کے متعلق ناپسندیدگی اور ناراضگی کا کھلے طور پر اظہار کیا۔ لیکن بعض مسلمان لیڈر اور مسلمان اخبار اس بنگالی نوجوان کی موت پر جس نے لاہور کے بورسٹل جیل میں جان دی۔ اور جو فاقہ کشوں میں سے ایک تھا۔ ایسے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ جن میں تعریف و توصیف کا پہلو مبالغہ کی حد سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ ایک غوغائی لیڈر نے جس نے مسٹر داس کی لاش کو کندھا دیا۔ یہاں تک کہہ گذرا کہ میں خود بہشت میں جاؤں یا نہ جاؤں۔ مگر مجھے کامل یقین ہے کہ میرا یہ کندھا جسے داس کی ارتھی اٹھانے کا شرف حاصل ہوا ہے یقیناً بہشت میں جائے گا۔ بعض مسلمان اخبار بھی بے حد تعریف و توصیف کر رہے اور "فدائے وطن" اور "شہید وطن" کے خطاب دے رہے ہیں۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے۔ مسٹر داس نے خودکشی کی ہے۔ اور اسلام نے ایسی موت کو بہت ہی ناپسندیدہ موت قرار دیا۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو عقبیٰ کی سخت سزا کا مستحق بتایا ہے ؛

...اول خودکشی کرنے والا خواہ وُہ "زلیخا دن جوع و تشنگی کے عذاب اور شدت درد و کرب کے عالم میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر" ہی مرے۔ یہ اس کی "پامردی اور استقلال" کا ثبوت نہیں۔ بلکہ اس کی مایوسی اور کم حوصلگی کا اندوہناک مظاہرہ ہے۔ اور کفران نعمت کا ارتکاب۔ انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ حتی الامکان مخلوق کی بھلائی اور خالق کی رضا کے لئے کوشاں رہے۔ لیکن خودکشی کرنے والا اپنے اس فرض سے اس لئے منہ موڑ لیتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے کہ اب وُہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور اس میں اس کام کے کرنے کی طاقت ہی نہیں جس کا سرانجام دینا اس کا فرض ہے +

مسٹر داس کی موت اس لحاظ سے ضرور قابل افسوس ہے۔ کہ ایک ایسا نوجوان جس کے دل میں اپنے ملک کی بہتری کا جوش تھا۔ بن آئی موت مر گیا۔ لیکن جس رنگ میں یہ موت واقعہ ہوئی ہے، وُہ قطعاً قابل ستائش نہیں ہے۔ اخبارات میں مسٹر داس کے جو حالات شائع ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ نوجوان مایوسی اور نا امیدی کا شکار ہوا۔ فاقہ کشی کا آغاز جیل میں آرام و آسائش کے متعلق اپنے مطالبات منوانے کے لئے ہوا تھا۔ مگر داس نے اپنے ساتھیوں سے اسی وقت کہدیا تھا:۔

"آپ یہ امید رکھیں۔ کہ حکومت آپ کا مطالبہ مان لے گی۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں۔ کہ اب اس بھوک ہڑتال سے پربھو کے درشن جلدی ہو جائیں گے"۔ (ملاپ ۱۶ ستمبر)

اس کے بعد جب جیل کمیٹی مقرر ہوئی۔ اور اس سے کچھ امید بندھی تو داس نے کچھ کھانا پینا شروع کر دیا۔ لیکن "جب جیل کمیٹی آئی۔ اور بات چیت ہوئی۔ تو مسٹر داس نے کہا۔ ان تلوں میں تیل نظر نہیں آتا۔ اب پانی پی کر بھی کیا کرونگا"۔ (ملاپ ۱۶ ستمبر)

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ مسٹر داس نے نا امیدی اور مایوسی کی وجہ سے جان دی۔ اور یہ کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے۔ مایوسی کی موت مرنے والے کی اس قدر تعریف و توصیف کرنے کا یہ مطلب ہوا۔ کہ اس طرح ہلاک ہونے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اور ملک کے کارآمد نوجوانوں کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اگر پنڈت موتی لال صاحب نہرو اور گاندھی جی کی طرح سارا ملک فاقہ کشوں پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا۔ تو یقیناً وہ اس غلط راستہ پر اتنی دیر قائم نہ رہتے۔ لیکن کوتہ اندیشیوں اور عجوبہ پسندوں کی واہ واہ نے ان کو اپنی ضد پر زیادہ مضبوط کر دیا۔ اور اب مسٹر داس کی موت کو جو رنگ چڑھایا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے خطرہ ہے۔ کہ بھوک ہڑتالیوں کی زندگیوں پر بہت ناگوار اثر پڑے گا۔ اور انہیں ضد پر اور زیادہ پختہ کر دے گا۔ اس طرح ان میں سے اگر کسی کی جان ضائع ہوئی۔ تو اس کی زیادہ تر ذمہ داری انہی لوگوں پر عائد ہوگی۔ جو آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہوئے اور اچھے سے اچھا کھاتے پیتے فاقہ کشوں کے بھوکے رہنے کی داد دے رہے اور ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں +

افسوس جوش کی حالت میں اصل حقیقت کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ اور دور اندیشی سے کام لیا جاتا ہے جس کا نتیجہ اپنے ہی حق میں مضر نکلتا ہے نوجوانوں اور کام کرنے والے نوجوانوں کو بھوکوں مرنے دینا اور اس بارہ میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا چونکہ اپنے آپ کو خود تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے ہمارا نہایت مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ نوجوانوں کو اس غلط راستہ سے بچانے اور انکی زندگیوں سے مفید کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کا سبب بنے...

ہندوؤں کے مقابلہ میں اکالی جتھے

سکھوں کے جذبات کو مشتعل کر کے آمادہ فساد کرنے والے ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہئے۔ ڈسکہ میں ہندوؤں اور سکھوں کا جو تنازع ایک مدت سے شروع ہے۔ اور جس میں کئی ایک سکھ گرفتار ہو چکے ہیں۔ اسے سکھوں نے اپنی طاقت اور قوت کے زور سے سرانجام دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چنانچہ "شیر پنجاب" (۱۵ ستمبر) لکھتا ہے:۔

"قصبہ ڈسکہ میں حکام کے جانبدارانہ رویہ نے صورت حالات کو بہت نازک کر دیا ہے۔ اکالیوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے۔ اور وہ کثیر تعداد میں ڈسکہ پہونچنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ایک اکالی جتھہ آدم کے سے ڈسکہ پہونچ گیا ہے۔ اور سارے ضلع کے اکالی اپنے گوردوارہ کی حفاظت کے لئے سخت بے تابی و بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے شرومنی اکالی دل کی زیر نگرانی ضلع سیالکوٹ کے اکالیوں کو منظم کیا جائے"۔

وُہ ہندو جو قادیان کے مذبح کے خلاف اکالیوں کے جتھے آنے اور مورچے قائم کرنے کی خبریں سُنا رہے تھے۔ امید ہے۔ ڈسکہ میں اپنے مقابلہ میں اکالی جتھوں کو دیکھ کر بہت خوش ہونگے۔ ہمارے نزدیک بروئے قانون قائم شدہ حکومت کی موجودگی میں کسی قوم کا قانون کو چھوڑ کر اپنی قوت اور طاقت سے کسی کو مرعوب کرنے کا طریق نہایت ہی قابل مذمت اور ملک کے امن و امان کو برباد کرنے والا ہے۔ لیکن ان ہندوؤں کو اس کی مذمت کرنے یا اس پر ناک بھوں چڑھانے کا کوئی حق نہیں ہے جو سکھوں کے جتھوں کے بل بوتے پر مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں +

سکھوں کی نگاہ میں یگیوپویت کی حیثیت

سکھوں اور ہندوؤں کے مذہبی خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کئی باتیں جو ہندوؤں میں بڑی اہم سمجھی جاتی اور پوتر مانی جاتی ہیں۔ سکھ ان کی شدومد سے مذمت کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کے رسم و رواج نے سکھوں کو ایسا جکڑ رکھا ہے۔ کہ ان کا جاہل طبقہ بغیر سوچے سمجھے ہندوؤں کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے چکے میں آکر مصائب کے گڑھے میں گرنا بھی گوارا کر لیتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے اشتعال دلانے پر قادیان کا مذبح گرانے میں سکھوں نے کیا۔ لیکن اس کی ذمہ واری ان سکھ اصحاب پر عائد ہوتی ہے۔ جو ہندوؤں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ اور ان کے اعتقادات کو غلط سمجھنے کے باوجود عام سکھوں کو ان کی حقیقی پوزیشن نہیں سمجھاتے۔ اور اس کے ساتھ ہی اقتصادی طور پر بنیوں اور مہاجنوں کے پنجہ سے انہیں چھڑانے [illegible]

خوشی کی بات ہے۔ کہ ذمہ دار سکھوں میں اس بات کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ اخبار "گوروگھنٹال" ۱۲ ستمبر کا بیان ہے۔ کہ بھائی لکھا سنگھ ایڈیٹر سکھوں اور ہندوؤں میں امتیاز دکھانے کا کام بڑی سرگرمی سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک ایڈیشن میں یہاں تک کہدیا۔ کہ "ہندوؤں کا یگیوپویت کیا ہے۔ جوؤں کی پینگ ہے"۔

الفاظ خواہ سخت سمجھے جائیں۔ لیکن ان سے یہ بخوبی ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ سکھوں کی نگاہ میں یگیوپویت کی جسے عام ہندو حتیٰ کہ دیانندی بھی بڑی مقدس اور ضروری چیز سمجھتے ہیں۔ کیا حیثیت ہے +

بالفور ریکٹ

سلطنت برطانیہ کے وزیر نوآبادیات نے ان ظالم اور بے رحم یہودیوں کے ایک وفد کو جنہوں نے مسلمانان فلسطین کے لئے زندگی دوبھر بنا رکھی ہے۔ جواب دیتے ہوئے پوری طرح تسلی دی۔ کہ

"بالفور اعلان میں جو یہ وعدہ کیا گیا ہے۔ کہ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دیا جائے گا۔ اس کی تکمیل کی جائے گی۔ لیکن اس تحریک کی توسیع کا انحصار یہودیوں پر ہی رہے گا۔ آپ لوگ خاطر جمع رکھیں۔ کہ برطانیہ نہایت صدق دلی کے ساتھ فلسطین میں قانون اور انتظام قائم رکھیگا پولیس کے لئے انگلستان میں ایک سو نوجوان بھرتی کر کے فلسطین بھیج دئے گئے ہیں۔ ایک صد مزید نوجوان بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ ان کو بھی جلد از جلد فلسطین روانہ کر دیا جائے گا"۔

یہود کی سی سرمایہ دار اور با اثر قوم کے وفد کو مسلمانوں کی سی مفلوک الحال اور کس مپرس قوم کے مقابلہ میں برطانیہ کا وزیر نوآبادیات یہ جواب نہ دیتا۔ تو اور کیا دیتا۔ فلسطین کو یہود کا وطن بنانے والوں کے اپنے ملک میں اگر کسی غیر ملک کے لاکھوں سرمایہ دار آکر آباد ہو جائیں۔ اور اہل ملک کے مال و اموال اور جائدادوں پر قبضہ کر لیں۔ تب انہیں معلوم ہو۔ کہ یہود مسلمانان فلسطین پر کیا قیامت ڈھا رہے ہیں۔ وُہ اپنے زور اور قوت کے ذریعہ جو چاہیں۔ کرالیں۔ مگر مسلمانوں کو سوچنا چاہئے۔ اس قوم کا جس کے متعلق خدا تعالےٰ اپنا یہ فیصلہ سُنا چکا ہے ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباءو بغضب من اللہ۔ اس کا مسلمانوں پر مسلط کیا جانا کتنی بڑی سزا ہے۔ اور کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ مسلمان اپنے اعمال اور افعال کی اصلاح کر کے خدا تعالےٰ کو راضی کر لیں۔ کہ اس کے سوا کوئی ان کا حامی اور مددگار نہیں +

آریہ اور قانون کی حدود

دیانندی ملکی قوانین کی خلاف ورزی کا جذبہ عام لوگوں میں پیدا کرنے کے لئے جو جد و جہد کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ "ملاپ" (۱۶ ستمبر) کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے:۔

"یہ قانون اور یہ شرطیں تو معمولی لوگوں کے لئے ہوتی ہیں۔ پرماتما کے خاص بندے قانون کی حدود سے باہر ہوتے ہیں"۔

ایک طرف آریوں کا یہ دعوےٰ کہ وُہ نہ صرف خود پرماتما کے خاص بندے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی ایسا ہی بنا سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کا یہ خیال کہ پرماتما کے خاص بندے قانون کی حدود سے باہر ہوتے ہیں۔ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ لوگ نظام ملکی کے لئے کس قدر خطرناک اور کتنے خوفناک ہیں۔ گورنمنٹ کی بجائے مسلمانوں کو اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے پاس طاقت اور قوت ہونے کی وجہ سے قانون شکن لوگ اس کی طرف منہ نہیں کرتے۔ لیکن مسلمانوں کو چونکہ کمزور سمجھتے ہیں۔ اس لئے بات بات میں ان کے سر ہو جاتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان متحدہ اغراض اور مقاصد کی خاطر ایسا اتحاد قائم کریں جس کے ساتھ ٹکرانے والے کے لئے ہلاکت یقینی ہو +

مورتیوں کی چوریاں

ہندو دھرم کی بندشوں اور جکڑبندیوں سے لوگ جس طرح آزادی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا ایک حد تک ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے۔ کہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے بت جن کے آگے وہ سر جھکاتے اور جنہیں اپنا حاجت روا سمجھتے تھے۔ اب انہیں توڑ پھوڑ اپنے کام میں لانے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ (۱۶ ستمبر) لکھتا ہے۔

"کچھ دنوں سے مدراس۔ یو۔ پی۔ اور بمبئی سے مورتیوں کی چوریوں کی خبریں آ رہی ہیں"

اس کی وجہ "ملاپ" نے یہ بتائی ہے۔ کہ "ہندو لوگ مدت سے ان مورتیوں کو مندروں میں نہایت قیمتی زیورات اور جواہرات سے مرصع کر کے رکھنے کے عادی ہیں"

وہ مندر جن کے پاس تک پھٹکنے کی کسی غیر ہندو کو اجازت نہ ہو۔ ان میں داخل ہو کر قیمتی مورتیوں تک پہنچ جانا کسی غیر ہندو کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جو کہ مندروں کے پیچ در پیچ راستوں سے آگاہ اور مورتیوں کے استھانوں سے واقف ہوں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے۔ ایک مندر کا پوجاری مورتیوں کے قیمتی زیورات فروخت کرنے کی پاداش میں گرفتار بھی ہو چکا ہے۔ پس یہ کام ہندوؤں کا ہی ہو سکتا ہے۔ کاش اس سے وہ لوگ جو ابھی تک مورتیوں کی پوجا کے قائل ہیں۔ عبرت حاصل کریں۔ اور سمجھ سکیں۔ کہ وہ مورتیاں جو اپنی حفاظت کرنے کی شکتی نہیں رکھتیں۔ وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں؟

اچھوت اقوام کا ہندوؤں سے مطالبہ

وہ لوگ جنہیں ہندو اچھوت قرار دیتے ہیں۔ جوں جوں بیدار ہو رہے ہیں اپنے حقوق اور ضروریات کا پرزور مطالبہ کر رہے ہیں۔ بمبئی کی خبر ہے۔ کہ وہاں کی اچھوت جاتیوں کی طرف سے مجلسی مساوات حاصل کرنے کے لئے ایک زبردست جدوجہد شروع ہونیوالی ہے۔ سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا جائیگا۔ کہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ساتھ ہی اچھوت اقوام کے لوگوں کو بھی مندروں میں داخل ہونے کا حق دیا جائے اس غرض کیلئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ کمیٹی کا ارادہ یہ ہے۔ کہ مختلف ہندو مندروں کے ٹرسٹیوں کے پاس جا کر یہ درخواست کرے کہ وہ مندروں کے دروازے اچھوتوں کیلئے کھول دیں۔ اگر یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا تو پھر کمیٹی اس امر پر تلی ہوئی ہے کہ ستیہ آگرہ شروع کر دے۔ اور اس طرح اپنا حق حاصل کرے

آریہ اخبارات ہندوؤں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ وہ اچھوت اقوام کے اس مطالبہ کو مان لیں۔ اور انہیں مندروں میں داخل ہونیکی اجازت دیدیں۔ لیکن سوال یہ ہے۔ آریوں نے خود آج تک اچھوتوں سے کونسا مساویانہ سلوک روا رکھا ہے۔ کہ وہ عام ہندوؤں کو انکے مذہبی احکام کے صریح خلاف اس امر کی تحریک کر رہے ہیں۔ آریوں نے آج تک زیادہ سے زیادہ اچھوتوں کو شدھ کر کے مہاشہ کا خطاب دینے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ لیکن اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آریہ ان اقوام کو ان کی اصلی حالت میں اپنے جیسا سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ یہ لوگ ایسے حلقہ سے مساویانہ سلوک کا مطالبہ کرنیکی بجائے جو صدیوں سے انہیں انسان ہی نہیں سمجھتا۔ اسلام میں داخل ہو کر مساوات حاصل کریں۔

اشارات

ہندو ہندوستان میں ایک ہوشیار اور زمانہ شناس قوم سمجھی جاتی ہے نئی تہذیب اور زمانہ حال کی تعلیم و تربیت سے بھی دوسروں کی نسبت زیادہ بہرہ اندوز ہے۔ اپنی عقلمندی اور دانشوری کا بھی اسے بہت بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن مذہبی توہمات میں وہ ایسی بے طرح گرفتار ہے۔ کہ اس کے بڑے لکھے مکمل جنٹلمین اور نئی روشنی سے منور افراد بھی ایسی ایسی باتوں پر اعتقاد رکھتے۔ اور انہیں فخر سے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جنہیں سنکر حیرت ہوتی ہے۔

اخبار "پارس" کے "ایک بڑے مہربان" نے جو "بے حد معروف اور ایک اعلےٰ عہدہ پر سرفراز ہیں" اور جنہیں بقول "پارس" "اتنی بھی فرصت نہیں ہوتی کہ نجی خطوط کا جواب بھی بروقت دے سکیں" شری امرناتھ جی کی یاترا کے "دلچسپ حالات" لکھے ہیں جو اس قدر اہم ہیں۔ کہ "پارس" اس تحریر کو "وادی کشمیر کا معجزہ" قرار دے رہا ہے۔ حالانکہ اس میں سوائے توہمات کے اور کچھ نہیں ہے۔

مثلاً لکھا ہے:-

"امرناتھ جی ایک گپھا ہے۔ وہاں برف سے ہی شو جی مہاراج۔ پاربتی جی اور گنیش جی کی مورتی بن جاتی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ شکلیں ان کے مطابق ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ ہم نے برف کے تودے ہی دیکھے"

باوجود صرف برف کے تودے دیکھنے کے اعتقاد وہی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ "وہاں برف سے ہی شو جی مہاراج۔ پاربتی جی اور گنیش جی کی مورتی بن جاتی ہے" اگر اس "گپھا" میں کسی ایسے طریق سے پانی کے گرنے کا انتظام کر دیا گیا ہو۔ کہ وہ جم کر کچھ شکلیں اختیار کر لے۔ تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن حیرت تو یہ ہے۔ کہ "ایک اعلےٰ عہدہ پر سرفراز" صاحب لے باوجود کسی قسم کی کوئی شکل نہ دیکھنے کے پھر بھی اپنی اس مذہبی روایت کا معتقدانہ رنگ میں ذکر کرنا ضروری سمجھا۔ جو اس "گپھا" سے متعلق ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے ایک اور داستان بیان کی ہے۔ اور کیوں بیان نہ کرتے جبکہ اس کی صداقت کا ثبوت انہوں نے اپنی آنکھوں ملاحظہ فرمالیا لکھتے ہیں:-

"وہاں کبوتر بھی دکھائی دیتے ہیں تین کبوتر ہماری نظر بھی پڑے۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ کبوتر شو جی مہاراج کے وقت سے ہیں۔ اور ان کی "امر کتھا" سننے سے "امر" (لافانی) ہو گئے ہیں۔ کبوتر سیاہ رنگ کے معمولی کبوتروں کی مانند ہیں۔ اور سنا ہے۔ کہ یہ کبھی نہیں مرینگے"

اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ یہ کبھی نہیں مرینگے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ دنیا کو وہ کونسا روحانی یا جسمانی فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اور جبکہ وہ "معمولی کبوتروں کی مانند" ہی ہیں۔ ان سے کچھ بھی امتیاز نہیں رکھتے۔ تو ان کے "امر" ہونیکا کیا ثبوت ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر ان کبوتروں کے "امر" ہونے کا تجربہ کسی شکاری کے نشانہ کے سامنے رکھکر کر لیا جائے۔ اگر کوئی شکاری انہیں شکار کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تو سمجھ لیا جائیگا۔ "یہ کبھی نہیں مرینگے"۔ ورنہ دوسرے جنگلی کبوتروں کو اپنے طور پر مرتے کس نے دیکھا ہے۔ کہ "امرناتھ" کے کبوتروں کو مرتے دیکھ سکے۔

ان کبوتروں کے "امر" ہونیکی کتھا بھی نہایت دلچسپ ہے جو "وادی کشمیر کا معجزہ" تحریر میں اسطرح بیان کی گئی ہے۔

"روایت ہے۔ کہ پاربتی جی نے شو جی مہاراج سے درخواست کی۔ کہ وہ ان کو ایسی کتھا سنائیں جس سے وہ "امر" ہو جائیں۔ شو جی مہاراج نے اس وقت سارے پہاڑ کو جلا دیا۔ تاکہ اور کوئی جاندار ان کی کتھا کو سنکر "امر" نہ ہو جائے۔ کتھا شروع ہوئی۔ تو پاربتی جی درمیان ہی میں سو گئیں۔ اتفاق سے کبوتروں کے انڈوں کے جو جلنے سے بچ گئے تھے بچے نکل آئے۔ اور ہوں ہوں کرنے لگے۔ پاربتی جی نے نیند سے بیدار ہو کر شو جی مہاراج کو کہا۔ کہ میں نے فلاں جگہ تک کتھا سنی ہے۔ آگے سنائیے۔ شو جی مہاراج نے کہا۔ کہ آپ ہوں ہوں کر کے توجہ کا ثبوت تو دیتی رہی ہیں۔ پاربتی جی نے انکار کیا۔ تو دیکھا۔ کہ کبوتروں کے بچے بیٹھے تھے۔ اب کیا تھا۔ وہ کبوتر تو امر ہو چکے تھے۔ اور ان کو کوئی مار نہ سکتا تھا۔ کہتے ہیں۔ یہ کبوتر وہی ہیں"

سارے پہاڑ کو جلا دینے کے باوجود کبوتر کے انڈوں کا صحیح و سلامت بچ رہنا اور پھر پاربتی جی کے سو جانے کے ساتھ ہی انسے بچوں کا نکلکر کتھا پر ہوں ہوں کرنے لگ جانا۔ شو جی مہاراج کو اتنا بھی معلوم نہ ہونا۔ کہ پاربتی جی توجہ کا ثبوت دے رہی ہیں۔ یا کبوتر کے بچے بول رہے ہیں۔ پھر کبوتر کے بچوں کا امر ہو جانا لیکن امر کتھا سنانے والے شو جی مہاراج اور پاربتی جی کا نام و نشان بھی باقی نہ رہنا یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جو ہندو دماغ میں ہی سما سکتی ہیں۔ دنیا کا اور کوئی ہوشمند تو ایک لحظہ کیلئے بھی انہیں درست تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔

جس قوم کے تعلیم یافتہ اور اعلےٰ عہدہ پر سرفراز ہونیوالوں کی دماغی کیفیت یہ ہو۔ اسکے عوام کی ذہنیت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اور ایسے لوگ اگر دوسروں کو بھی انہی توہمات کا پابند بنانیکی کوشش کریں جنمیں وہ خود گرفتار ہیں تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ "گئو رکھشا" کے عقیدہ کو بھی اسی ذیل میں سمجھنا چاہئے

سکھ اخبار "شیر پنجاب" اپنے نام کی مناسبت سے ایک طرف تو اپنے ہر پرچہ کے پہلے صفحہ پر شیر کی ہیبت ناک شکل کی نمائش کرتا ہے۔ اور دوسری طرف گائے کے گوشت کے خلاف لکھتا رہتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ اس بارے میں شیر کو ہی منصف بنا لے تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ گائے اور بکرے کے گوشت میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ شیر کے آگے گائے کا گوشت رکھکر دیکھ لیا جائے۔ اگر وہ اسکے کھانے سے انکار کر دے تو پھر معاصر موصوف کا بھی حق ہے۔ کہ "شیر پنجاب" کہلاتے ہوئے گائے کے گوشت کے خلاف آواز اٹھائے۔ ورنہ اسے اپنے نام کی لاج ضرور رکھنی چاہئے۔ اور وہ بات نہ کہنی چاہئے جو اسکے نام اور شکل کے لئے موجب ننگ و عار ہو۔

ہندوؤں اور سکھوں کی حب الوطنی کا زندہ ثبوت

ہندو اخبارات میں اکثر پڑھنے میں آتا ہے۔ کہ ہندو رہا در ہند کو آزاد کرانے کے لئے ہر قسم کی قربانی اور کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں جذبۂ حب الوطنی بالکل مفقود ہے۔ مگر مذبح کے انہدام کے واقعہ سے صاف ثابت ہو گیا ہے۔ کہ یہ جس قدر بھی قربانی اور کوشش ہے محض ہندو جاتی کی خاطر ہے۔ ورنہ خلاف قانون اپنے ہمسایہ مسلمانوں پر حملہ کر کے سکھ اور ہندو استبداد کے ہاتھوں کو مضبوط نہ کرتے۔ اور غیر ملکیوں کو ہندوستانیوں کی بے عزتی کرنے اور ان پر ہنسی کرنے کا موقعہ نہ دیتے۔ اس واقعہ کی وجہ سے قادیان میں مستقل تھانہ کی منظوری ہو گئی ہے۔ اور تھانہ کا ہوا سری گوبندپور۔ بٹالہ اور دھاریوال سے گاؤں لے کر قادیان کا مستقل تھانہ مقرر کیا گیا ہے۔

سنا گیا ہے۔ کہ قادیان کے تھانہ میں پچیس ۲۵ سپاہی دو اسسٹنٹ سب انسپکٹر اور ایک سب انسپکٹر سیلیکٹڈ گریڈ کا ہوگا۔ عمارت تھانہ یا کرایہ عمارت تھانہ۔ اور ان لوگوں کی تنخواہیں۔ اور سفر خرچ وغیرہ ڈالکر کئی ہزار کا خرچ ہوگا۔ جو پنجاب کے خزانہ پر پڑے گا۔

تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ قانون ملک کو توڑنے کے نقصان دہ اور قابل شرم فعل کی ہندو اخباروں میں اس قدر تعریف کی گئی ہے کہ جہلاء مزید قانون شکنی پر تیار ہو گئے ہیں۔ اور تمام علاقہ کے جن جن گاؤں میں سکھوں کا زمینداره ہے۔ اور مسلمان عام کار یگر ہیں یا دیہال ان سے زبردستی مذبح کے خلاف انگوٹھے لگوائے جا رہے ہیں۔ جن میں سے ۲ کیس پولیس کی تفتیش کے ماتحت بھی آ چکے ہیں۔ ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو پریس جو گلا پھاڑ پھاڑ کر آزادئ ہند کے راگ گاتا رہتا ہے۔ وہ کہاں تک دیانت داری اور عقلمندی سے کام لے رہا ہے۔ اور ان کے افعال ان کے اقوال کی تصدیق کرتے ہیں یا تردید؟

ہم اس وقت تک اس بات کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ سکھوں اور ہندوؤں کو اس بات کی ابھی تک کیوں سمجھ نہیں آئی۔ کہ مسلمان ان کے ساتھ اس ملک میں برابر کے شریک ہیں۔ اور جب تک مسلمانوں کو اس بات کا اطمینان نہ ہو جائے۔ کہ سکھ اور ہندو قوانین ملک کے پابند ہی نہیں رہیں گے۔ بلکہ اس قانون کو نافذ کرنے میں انصاف کو مد نظر رکھینگے۔ تب تک اس ملک میں سیاسی ترقی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور فلاح و بہبود کا دور دورہ پنجاب میں کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔

فتح محمد سیال

امتحان ادیب کے متعلق ایک ضروری اعلان

میں نے گذشتہ سال ماہ اگست میں الفضل کے ذریعہ احمدی احباب کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی۔ کہ پنجاب یونیورسٹی نے جس طرح عربی اور فارسی کے تین تین امتحان پرائیویٹ طلباء کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح چند سال سے اردو کے بھی تین امتحان ادیب۔ ادیب عالم اور ادیب فاضل کے نام سے قائم کئے ہیں۔ ان امتحانات کے لئے نہ تو عمر کی کوئی قید ہے۔ اور نہ ترتیب ضروری ہے جو شخص جو امتحان بھی دینا چاہے۔ دے سکتا ہے۔ گذشتہ سال میں نے اُردو اور عربی۔ فارسی کے امتحانوں میں فرق ظاہر کیا تھا۔ مگر اب قواعد کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جو حقوق عربی اور فارسی کے امتحانوں میں سے کوئی امتحان پاس کرنے پر حاصل ہوتے ہیں۔ وہی بعینہٖ اُردو کا کوئی سا امتحان پاس کر لینے پر بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جو شخص ادیب۔ ادیب عالم اور ادیب فاضل میں سے کوئی سا بھی امتحان پاس کر لے۔ وہ صرف انگریزی میں میٹرک سے بی۔ اے تک علی الترتیب امتحان دے سکتا ہے۔ اور محض انگریزی میں بی۔ اے کا امتحان دے کر کامیاب ہونے کی صورت میں وہ وکالت میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور ایم۔ اے کا امتحان دے سکتا ہے اور بی۔ ٹی یا ایس۔ اے وی کلاس میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ بہت بڑی رعایت ہے۔ جس سے تمام ان لوگوں کو جو باقاعدہ کالجوں میں داخل ہو کر بی اے تک تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور عورتوں کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ کہ اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اگر کسی کا ارادہ انگریزی پڑھنے کا نہ بھی ہو۔ تب بھی ضروری ہے۔ کہ اُردو کے امتحان دئے جائیں۔ کیونکہ خود اپنے ملک کی زبان کا علم حاصل کرنا بھی لازمی امر ہے۔ اور ادیب وغیرہ کے کورس کو پڑھنے سے جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ معلومات میں بہت ترقی ہوتی ہے۔ خیالات میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ مضامین لکھنے میں مشق پیدا کرنے کا ایک نہایت عمدہ طریق آ جاتا ہے۔

میری گذشتہ سال کی تحریک پر کئی احمدی مردوں اور احمدی خواتین نے ادیب اور ادیب عالم کا امتحان دیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے سب کامیاب ہوئے۔ منجملہ ان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی چھوٹی لڑکی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ ادیب کے امتحان میں تمام یونیورسٹی میں درجہ دوم پر رہیں۔ مگر جیسی توجہ ہمارے احباب کو کرنی چاہیئے تھی۔ ویسی انہوں نے نہیں کی۔ اس سال امرتسر میں امتحان کے موقعہ پر میں گیا میں نے وہاں دیکھا۔ کہ صرف امرتسر کے سینٹر میں ایک احمدی اور ایک نو احمدی مسلمان عورت کے سوا چالیس کے قریب ہندو عورتیں امتحان دینے والیاں تھیں۔ جن میں سے اکثر نہایت معزز اور اعلیٰ خاندانوں کی عورتیں تھیں۔ اس لئے میں دوبارہ اس اعلان کے ذریعہ تمام احمدی مردوں اور عورتوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ ان امتحانات کی طرف توجہ کریں۔ یہ امتحان آئندہ ماہ مئی میں ہونگے۔ اس حساب سے آٹھ ماہ سے زائد عرصہ تیاری کے لئے باقی ہے۔ جو صاحب ان امتحانوں کے متعلق کورس اور قواعد معلوم کرنا چاہیں۔ وہ صرف ایک کارڈ شیخ جان محمد الہ بخش تاجران کتب کشمیری بازار لاہور کو لکھدیں۔ کہ وہ آپ کو ادیب کی کتب کی فہرست بھیج دیں۔ اس کے جواب میں وہ آپ کو ایک مطبوعہ فہرست بھیجدیں گے۔ جس میں عربی فارسی اور اُردو کے تمام امتحانوں کے کورس معہ قیمتوں کے درج ہونگے۔ جنہیں پڑھ کر آپ تمام ضروری امور سے واقف ہو جائینگے

علم ایک بہت بڑی دولت ہے۔ اگر انگریزی پڑھنے کا خیال نہ بھی ہو۔ یا نوکری کرنا مقصود نہ ہو۔ تب بھی اردو کے ان امتحانات میں ہماری ملکی زبان کے متعلق ایسی اچھی کتابیں منتخب کی گئی ہیں۔ کہ جن کو پڑھ کر یقیناً خیالات میں شائستگی پیدا ہوتی ہے۔ اور جہالت کی رسوم اور وہمی خیالات سب دور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کو بالخصوص توجہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ایک علمی جماعت کے افراد ہیں۔ ابھی وقت کافی ہے۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ان مطبوعہ قواعد کے مطالعہ کے بعد بھی کوئی امر دریافت کے قابل ہوا۔ تو پوچھنے پر میں بتانے کے لئے تیار ہوں۔ اور مزید وضاحت کے لئے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ انگریزی امتحان میٹرک سے بی۔ اے تک دینے کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ عربی۔ فارسی اور اُردو کے آخری امتحان ہی پاس کئے جائیں۔ بلکہ عربی میں سے مولوی۔ فارسی میں سے منشی اور اُردو میں سے صرف ادیب کا امتحان پاس کر کے بھی آدمی میٹرک سے لے کر بی۔ اے تک صرف ایک مضمون یعنی انگریزی کا امتحان دے کر بی۔ اے ہو سکتا ہے۔ اس لئے جن احباب کا مقصد انگریزی تعلیم حاصل کر کے بی۔ اے ہو کر وکالت یا ایم۔ اے۔ یا بی۔ ٹی اور ایس اے وی کی تیاری کرنا ہو۔ ان کے لئے بہتر ہے۔ کہ وہ عربی۔ فارسی یا اُردو کے امتحانوں میں سے صرف ابتدائی امتحان پاس کریں۔

سید محمد اسحاق از قادیان

ماریشس میں حضرت حافظ روشن علی صاحب کی وفات کا صدمہ

خدا کی شان ہمارا جزیرہ کچھ ایسا دور افتادہ ہے۔ کہ خبر پانے میں بھی ہم پیچھے اور خبر دینے میں بھی ہم پیچھے رہتے ہیں۔ مخدومی حضرت حافظ روشن علی صاحب کی وفات کی خبر "الفضل" میں پڑھ کر دماغ پر غم و الم کا بادل چھا گیا۔ آنکھیں موسلا دھار برس پڑیں۔ حضرت حافظ صاحب ایسے محسن و مربی۔ ہمدرد اور مہربان۔ خوش خلق اور بے تکلف استاد کوئی خوش قسمت طالب علم ہی دیکھیگا۔ ایسے قابل وجود دنیا میں عنقا صفت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے سلسلہ کے اس نقصان عظیم کی تلافی فرمائے۔ ماریشس کی جماعت نے بھی اس صدمہ کو محسوس کیا۔ اور دو دن

رنج وافسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہم گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مسمار کرنے والوں کو مناسب سزا دے کر علاقہ کے امن وامان کو قائم رکھے۔

ریزولیوشن نمبر ۲۔ ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ ریزولیوشن نمبر ۱ کی نقول گورنر صاحب پنجاب۔ کمشنر صاحب لاہور۔ ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور اور اخبارات کو بھیجی جائیں ۔ صاحبزادہ محمد طیب سکرٹری تبلیغ۔

انہدام مذبح قادیان کے خلاف اظہار غم و غصہ کی قراردادیں

مختلف مقامات پر مسلمانوں کے جلسے

مسلمانان ایبٹ آباد کا جلسہ

جناب مولانا محمد علی صاحب کے ارشاد گرامی اور مجلس خلافت صوبہ سرحد کے اعلان کی تعمیل میں ہنگامہ فلسطین اور یوم علی احمد جان منانے کے لئے ۱۳ ستمبر قبل از نماز جمعہ جامع مسجد ایبٹ آباد میں جناب مولانا محمد اسحاق صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہزارہ کی صدارت میں ایک پُرجوش جلسہ ہوا۔ مولانا محمد خان میر صاحب ہلالی ایڈیٹر "ہمدرد افغان" نے اپنی ولولہ انگیز اور برجستہ تقریر میں فلسطین کے موجودہ واقعات لارڈ بالفور کے اعلان اور حکومت برطانیہ کی یہود نوازی پر شرح و بسط کے ساتھ تبصرہ فرمانے کے بعد چند تجاویز پیش کیں۔ جو میاں مسرور گل صاحب کاکاخیل کی تائیدی تقریر اور مولانا محمد اسحاق صاحب کی تائید مزید اور حاضرین کے اتفاق سے پاس ہوئیں۔ ان میں سے تیسری قرارداد یہ تھی:۔

(الف) یہ جلسۂ عام مذبح قادیان کے انہدام کے سلسلہ میں حکومت کی بےجا سکھ نوازی کو قابل نفرت سمجھتا ہوا قادیان کے مسلمانوں کی مذہبی اور معاشرتی حق تلفی پر رنج وغم اور انتہائی غیظ وغضب کا اظہار کرتا ہے۔

(ب) نیز یہ جلسہ منظوری دیتا ہے۔ کہ سب پاس شدہ قراردادوں کی نقول بذریعہ ڈاک ڈپٹی کمشنر صاحب ہزارہ اور چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

آخری قرارداد کے پاس ہونے کے بعد صدر جلسہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور ایک حدیث شریف پڑھ کر ثابت کیا۔ کہ دنیا بھر کے غیر مسلم اہل اسلام کے دوست نہیں بن سکتے۔ بلکہ سب اہل اسلام کو ہر بظاہر نیک بات میں بھی فریب دیا کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ہر دم قدم میں متفق متحد اور ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اختتام تقریر پر دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخواست کیا گیا

(خصوصی نامہ نگار)

مسلمانان شیخوپورہ کا جلسہ

شیخوپورہ ۱۵ ستمبر۔ ایک جلسہ عام میں جو زیر صدارت چوہدری حاکم دین صاحب بی۔ اے پلیڈر شیخوپورہ منعقد ہوا۔ دیگر قراردادوں کے ساتھ مندرجہ ذیل قرارداد بھی پاس ہوئی:۔

(الف) شیخوپورہ کے مسلمانوں کا جلسہ مسلمانان ہند کے حقوق کی نگہداشت کے واسطے گورنمنٹ عالیہ ہند سے انصاف کی درخواست کرتا ہے:۔

(ب) جبکہ گورنمنٹ عالیہ نے اپنی عالی حوصلگی اور انصاف پسندی سے ذبیح گاؤ کا حق مسلمانان ہند کو ہر جگہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ تو ہمکو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں اس جائز حق کو قادیان میں جہاں کہ روز بروز مسلمانوں کی آبادی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ غصب کیا جائے:۔

(ج) ہندوؤں نے اپنی مطلب برآری کے لئے سکھوں کے بعض نادان اور جاہل افراد کو مشتعل کر کے ان سے ایسی قانون شکنی کرائی ہے۔ جس کو مسلم قوم نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے:۔

(د) ہندو پروپیگنڈا بعض فتنہ برپا کرنے کے واسطے ہندو اخبارات کر رہے ہیں۔ ان کے اس عمل کو ہرگز وقعت نہ دی جائے:۔

(ہ) مندرجہ بالا ریزولیوشن کی نقل گورنر صاحب بہادر پنجاب۔ کمشنر صاحب بہادر قسمت لاہور۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور۔ اور اخبارات کو بھیجی جائے:۔　　رحیم بخش از شیخوپورہ۔

جماعت احمدیہ کانپور کا جلسہ

جماعت احمدیہ کانپور (یو۔پی) کا ۱۱ ستمبر کو جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد بالاتفاق پاس ہوئی:۔

ہم تمام افراد جماعت احمدیہ شہر کانپور یہ معلوم کر کے کہ قادیان۔ ضلع گورداسپور میں جو مذبح وہاں کی نوے فیصدی مسلم آبادی اور ارد گرد کے بیسیوں دیہات کے باشندوں کے اقتصادی آرام کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی اجازت سے جاری ہوا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات کے شوریدہ سر سکھوں کی ایک جماعت نے پولس کی موجودگی میں اسے گرا دیا ہے ہم نہایت ہی رنج وافسوس اور غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ مسمار کرنے والوں کو سخت سزا دیکر امن وامان قائم رکھے۔ نیز صاحب کمشنر قسمت لاہور کے آخری فیصلہ تک کے لئے مذبح کو عارضی طور سے بند کرنے کے خلاف بھی سخت پروٹسٹ کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس حکم کو جلد منسوخ کرے۔

(از طرف جماعت احمدیہ کانپور)

جماعت احمدیہ سرائے نورنگ کا جلسہ

ریزولیوشن نمبر ۱۔ ہم یہ معلوم کر کے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو ذبح وہاں کی نوے فیصد مسلم آبادی اور ارد گرد کے بیسیوں دیہات کے باشندوں کے اقتصادی آرام کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی اجازت سے جاری ہوا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات کے شوریدہ سر سکھوں کی ایک جماعت نے پولیس کی موجودگی میں اسے مسمار کر دیا ہے۔ نہایت ہی

مسلمانان میانی و گھوگھیاٹ کا جلسہ

۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء مسلمانانِ میانی اور گھوگھیاٹ کے مسلمانوں کا جلسہ زیر صدارت مخدوم محمد ایوب صاحب بی۔ اے مسجد جامع میں منعقد ہوا اور حسب ذیل ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے:۔

(۱) ہم تمام فرقوں کے اور مختلف سیاسی جماعتوں کے مسلمانان شہر میانی و گھوگھیاٹ یہ معلوم کر کے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو مذبح وہاں کی نوے فیصدی مسلم آبادی اور ارد گرد کے بیسیوں دیہات کے باشندوں کے اقتصادی آرام کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی اجازت سے جاری ہوا تھا۔ گرد و نواح کے دیہات کے شوریدہ سر سکھوں کی ایک جماعت نے پولیس کی موجودگی میں اُسے مسمار کر دیا ہے۔ نہایت ہی رنج اور افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہم گورنمنٹ پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ مسمار کرنے والوں کو مناسب سزا دے کر علاقہ کے امن وامان کو قائم رکھے۔ نیز گورنمنٹ کے آخری فیصلہ تک کے لئے مذبح کو عارضی طور پر جو بند کر دیا ہے ہم اس کے خلاف بھی پروٹسٹ کرتے اور گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس فیصلہ کو منسوخ کرے۔ اور قادیان کی نوے فی صدی مسلم آبادی اور ارد گرد کے بیسیوں دیہات کے مسلمانوں کے لئے اقتصادی مشکلات کا سدباب کرے۔ اور جو مذہبی آزادی اور جائز حقوق ہر جگہ کے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ وہی قادیان اور اس کے مضافات کے مسلمانوں کو حاصل ہونے چاہئیں:۔

ریزولیوشن نمبر ۲۔ ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ ریزولیوشن نمبر ۱ کی نقل گورنر صاحب پنجاب۔ کمشنر صاحب لاہور۔ ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور اور اخبارات کو بھیجی جائے:۔　　(خاکسار جلال الدین میانی)

مسلمانان فتح پور کا جلسہ

۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء مسلمانان فتح پور ضلع گجرات نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:۔

قادیان میں مذبح کا قائم رہنا مسلمانوں کی روزافزوں ضروریات کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مسلمان جنہیں یقین ہے۔ کہ حکومت ان کے مذہبی۔ سیاسی اور اقتصادی حقوق کی بخوبی حفاظت کر سکتی ہے۔ مذبح کے انہدام کو سخت غم وغصہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر حکومت نے ان کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے معقول انتظام نہ کیا تو غیر مسلموں کو مزید جبر وتشدد روا رکھنے کی جرأت ہو جائے گی۔ قانون شکنی کرنے والوں کو مزید کیفر کردار تک پہونچانا چاہیئے:۔

خاکسار سکرٹری جماعت احمدیہ فتحپور ضلع گجرات

قادیان میں سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی کے خلاف

مُسلم پریس کا متحدہ احتجاج

کانگرس سے چند اہم گذارشات

عیسائیوں کی دیکھا دیکھی ہندوؤں کا ایک طبقہ بھی یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اسلام بزور تلوار پھیلا۔ اور مسلمانوں نے جبراً دنیا کی گردن خدائے واحد کے آگے جھکا دی۔ لیکن تاریخ حال و ماضی شاہد ہے۔ کہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ مسلمانوں نے دنیا کے اکثر ممالک پر کامیابی کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اگر وہ اسلام بزور تلوار پھیلانا چاہتے۔ اور اگر انہیں اللہ میاں کی طرف سے اس کی اجازت ہوتی۔ تو آج کم از کم ہندوستان میں تو ہندوؤں کی اتنی کثرت نہ ہوتی۔ بخلاف اس کے عیسائیوں نے عیسائیت اور تہذیب کے نام پر افریقہ۔ امریکہ اور سپین میں مخلوق خدا پر جو مظالم ڈھائے۔ اور ہندوؤں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں سے جو سلوک کیا۔ وہ عیسائیت اور ہندویت کے ماتھے پر ایسے کلنک کے ٹیکے ہیں۔ جو مٹانے سے نہیں مٹ سکتے۔ لیکن کس قدر خیرہ چشمی ہے۔ کہ الزام الٹا مسلمانوں پر لگایا جا رہا ہے۔ ہم کسی خوش اعتقادی کی بنا پر ہندوؤں کی پاک دامنی کے قائل ہو جاتے اور گذشتہ حالات کو بھول جاتے۔ اگر آج ہی ان کا طرز عمل مستحسن ہوتا۔ مگر ہم تو دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ آج بھی ڈنڈے کے زور سے اپنے مذہب کی اشاعت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

ہندو اگر گائے کو متبرک سمجھتے ہیں۔ تو سمجھیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ تو کریں۔ مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ وہ انہیں جبراً گوسالہ پرستی سے روکیں۔ لیکن ہم حیران ہیں۔ کہ ہندوؤں کو یہ حق کہاں سے پہونچتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو گائے کی پرستش پر مجبور کریں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندو آزادی ہند تک کو گائے پر قربان کئے ہوئے ہیں۔ اور آئے دن ذبیحہ گاؤ کے انسداد کی بنا پر مسلمانوں پر تشدد و جبر کر رہے ہیں۔ گویا ڈنڈے کے بل پر ہندویت کی اشاعت کرتے ہیں۔ لیکن الزام مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ مسلمان بارہا کہہ چکے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کی دل آزاری کی خاطر گائے ذبح نہیں کرتے۔ اور نہ مذہباً ذبیحہ گاؤ مسلمانوں پر فرض ہے۔ ان کی اکثریت غریب ہے۔ اور وہ بکری۔ دنبہ وغیرہ کا گوشت خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لئے محض اقتصادی نقطہ خیال سے ذبیحہ گاؤ پر مجبور ہیں۔ اور گائے بھی عام طور پر وہ ذبح کی جاتی ہیں۔ جو ہندوؤں کے نزدیک بھی ناکارہ ہوں اور جنہیں وہ بغیر پابند ہو کر چارہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ ہندو اگر رواداری سے کام لیں۔ اور مسلمانوں کو گوسالہ پرستی پر مجبور نہ کریں۔ اور مسلمان گاؤکشی کئے جائیں۔ مگر اس طریق پر کہ ہندوؤں کی دلآزاری نہ ہو۔ تا آنکہ ملک آزاد ہو جائے۔ اور ہر طرف فارغ البالی اور خوش حالی کا دَور دَورہ ہو جائے۔ تو میرے خیال سے گاؤکشی آج ہندوستان سے کالعدم ہو سکتی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گوسالہ پرستی کا جنون اس حد تک بڑھ گیا ہے۔ کہ سکھ بھی جنہیں حضرت بابا نانک نے توحید کا جام پلایا تھا۔ گائے کی پرستش پر اتر آئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو گوسالہ پرستی پر مجبور کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اسی جنون میں مذبح قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ سکھ مذہب نے جس کی حضرت بابا گورو نانک نے بنا رکھی۔ اور گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے تکمیل کی۔ ہندویت کے سامنے سپر ڈالنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اور ہمیں سخت رنج ہوتا ہے جب ہم ایک موحد کو گائے کی پرستش کرتے دیکھتے ہیں۔

میں جانتا ہوں۔ کہ بعض روشن خیال سکھ واقعہ قادیان پر اظہار تاسف کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ زبانی یا قلمی افسوس کے سوائے انہوں نے اور کچھ نہیں کیا۔ اور سکھوں کی دیہاتی اکثریت تو اس امر پر اظہار اطمینان کر رہی ہے۔ اور ہندوؤں کا پرمانندی طبقہ انہیں مشتعل کر رہا ہے۔

آخر میں مجھے بھی کانگرس سے چند باتیں کہنی ہیں۔ جن سے اگرچہ اس کے وقار کو صدمہ پہونچے۔ لیکن میں مجبور ہوں ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

کانگرس کو نمائندگی ہند کا دعوےٰ ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس نے کبھی ایسے مواقع پر اپنے فرض کو محسوس نہیں کیا۔ حالانکہ اگر وہ ایسا کرے۔ تو آج اقوام ہند کے تعلقات ہمیشہ کے لئے درست ہو سکتے ہیں اس نے کبھی کسی موقعہ پر جابر فرقہ کی زیادتی کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ اور نہ کبھی ان کی غلطی پر متنبہ کیا ہے۔ مذبح قادیان کی بربادی خرمن امن کیلئے چنگاری کا کام دے سکتی ہے۔ اور کانگرس کا دستور اساسی دھرے کا دھرا رہ جاتا ہے۔ لیکن اسے مطلق احساس نہیں۔ گویا یہ چیزیں اس کے لائحہ عمل میں ہی نہیں ہیں۔ اور صرف ملک کے لئے دستور اساسی ترتیب دینا ہی اس کا کام ہے۔ میں پھر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ کانگرس نے کبھی ہندو مسلم فسادات کو روکنے اور مٹانے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کانگرس کی یہی فرض شناسی ہے۔ تو آزادی ہند معلوم۔

میں کانگرس سے پُر زور درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ دستور اساسی کو طاق نسیان پر اٹھا رکھے۔ اور اقوام ہند کے تعلقات کو بہتر بنانے غلط فہمیاں دُور کرنے اور ہندوؤں مسلمانوں۔ سکھوں۔ پارسیوں اور عیسائی وغیرہ کو رواداری کی تعلیم دینے میں اپنا انتہائی زور صرف کر دے پھر دستور اساسی کا مرتب کرنا ہندوؤں کو آزادی دلانا ایک معمولی کام ہوگا ؎

کون سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

(الجمعیت دہلی۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء)

قادیان کے مذبح کا انہدام اور پنجاب گورنمنٹ کا فرض

قادیان کے مذبح کو۔ جو حکام سے باضابطہ اجازت لینے کے بعد قصبے سے باہر ایک مسلمان کی اراضی پر تعمیر کیا گیا تھا۔ گرد و نواح کے شوریدہ پشت سکھوں نے ہجوم کر کے جس طرح مسمار کر ڈالا اس کی پوری کیفیت قبل ازیں اخبار میں درج ہو چکی ہے۔ قادیان کے بااثر اشخاص اگر اس موقعہ پر مسلمانوں کو قابو میں رکھتے تو یقیناً مذبح کو منہدم کرنے والے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان فساد و خونریزی تک نوبت پہونچتی۔ اور بہت سی جانیں ضائع ہوتیں۔ غنیمت ہے۔ کہ مسلمانوں نے ایسے زبردست اشتعال کے باوجود سررشتہ امن کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور اپنی دادرسی اور تلافی نقصان کے لئے حکومت پر اعتماد کیا اس وقت بھی وہ آئینی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے تمام فرقے اس مسئلہ میں جو ان کے ایک اہم قومی و مذہبی حق سے تعلق رکھتا ہے۔ یکساں جذبات رکھتے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے۔ کہ مذبح کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ اور آئندہ شوریدہ پشت سکھوں اور ہندوؤں کے حملہ سے اُس کی حفاظت کا سامان بہم پہونچایا جائے قادیان اور اس کے گرد و نواح کے علاقہ کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل جائز ہے۔ اور پنجاب گورنمنٹ کو جلد سے جلد اس کو پورا کر دینا چاہئے۔ ہمیں تعجب و افسوس ہے۔ کہ پنجاب کے ہندو اخبارات مذبح قادیان کے انہدام پر شوریدہ پشت سکھوں کو ملامت کرنے کی بجائے اُن کی اس مجرمانہ و منافی امن کارروائی کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور اگرچہ سکھوں کے سربرآوردہ قومی آرگن موقر معاصر اکالی امرتسر نے اس معاملہ میں جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ نہایت معقول ہے لیکن دیگر سکھ اخبارات اور ہندو پریس جادۂ مصلحت و اعتدال سے منحرف ہو رہے ہیں۔ کہ مذبح کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ کیونکہ بقول ان کے اس سے سکھوں اور ہندوؤں کی مذہبی حسیات کو صدمہ پہونچنا منصور ہے۔ حال میں کمشنر علاقہ وہاں تحقیقات کے لئے گئے۔ تو ہندوؤں اور سکھوں نے مذبح کی تعمیر کے خلاف عجیب عجیب عذرات پیش کئے۔ حالانکہ مذبح اور اس کے اردگرد کی اراضی مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ اور آس پاس کے مواضع میں بھی مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ اور بعض گاؤں تو خالص مسلمانوں کے ہیں۔ ان حالات میں پنجاب گورنمنٹ کا فرض بالکل صاف ہے۔ کہ اسے انصاف کے تقاضے کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور جن اشخاص نے مذبح کے انہدام میں حصہ لیا ہے۔ ان کو گرفتار کر کے اُن پر مقدمات چلانے چاہئیں۔ اور مذبح کو دوبارہ جلد سے جلد اسی مقام پر بنوا دینا چاہیئے۔ تاکہ مسلمانوں کو اپنی روزمرہ کی خوراک کے ایک اہم جزو کی بہم رسانی میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

(روزنامہ ہمت لکھنؤ۔ ۱۳ ستمبر ۲۹ء)

ذبح گاؤ اور ہندو

مذبح قادیان نے ایک بار پھر اس متنازعہ فیہ مسئلہ کو پوری قوت کیساتھ ملک کے سامنے بحث و فکر اور فیصلہ و تحکیم کے لئے پیش کر دیا ہے۔ سکھوں کے ایک مشتعل اور مفسد مجمع نے لاٹھیوں اور کرپانوں کے مظاہرہ جبر و قوت کیساتھ مذبح قادیان کو مسمار کر دیا۔ اور مسلمانوں کے ایک حق پر محض اسلئے چھری رکھدی کہ وہ چند جانوروں کی گردنوں کو مسلمانوں کی چھری سے بچانا چاہتے تھے۔ یقیناً اس سے بڑی حماقت اور متعصبانہ لغویت کی مثال دنیا کا کوئی ملک پیش نہیں کر سکتا۔ یہ صرف ہندوستان۔ بدنصیب ہی ہے۔ جہاں جانوروں کی جانوں کے بدلے میں انسانوں کی جانیں لی جاتی ہیں۔ اور جہاں چارپایوں کے خود ساختہ حق زندگی کو محفوظ کرنے کیلئے انسانوں کے شہری حقوق کو تلف اور تباہ کر دیا جاتا ہے گائے کیا ہے سا ایک بیکس اور معمولی جانور۔ جو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ انسان اس کے وجود سے تمتع حاصل کرے۔ اور اسکے گوشت خون پوست۔ دودھ اور کھال سے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرے۔ اس کی کھال سے سواری کیلئے زین تیار کرے۔ پاؤں میں پہننے کیلئے جوتے بنائے۔ اس کی ہڈیوں سے کھاد کا کام لے۔ دودھ سے اپنے بچوں کی پرورش کرے۔ اور اسکے گوشت سے اپنے لئے خوراک مہیا کرے۔ اس سے زیادہ گائے ہو یا کوئی اور قیمتی سے قیمتی جانور ہو۔ کسی کا کوئی اور مصرف نہیں ہے۔ زراعت۔ اقتصاد۔ معاشرت اور تمدن کی ضروریات کو مہیا کرنا ہی مخلوق کا مقصد تخلیق ہے۔ اور وہ انسان بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو جانوروں کو تقدس و احترام کا مرتبہ دیتا ہے۔ اور اپنی سرفراز گردن کو جو صرف اسلئے پیدا کیگئی ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے سامنے بلند رہکر اپنے مالک و آقا اور خالق کائنات کے آگے جھک جائے۔ ناکارہ و بے بس چوپایوں کے سامنے جھکا دیتا ہے۔

ہندوؤں نے گائے کو جو تقدس اور عظمت دے رکھی ہے۔ وہ نہ صرف عقلاً اور مذہباً ہی نہایت معیوب اور بے معنی ہے۔ بلکہ وہ غیرت انسانی و شرافت بشری کے بھی سخت منافی ہے حقیقت میں ان لوگوں نے گائے کو عزت و احترام کا مستحق قرار دیکر دنیا کے تمام انسانوں کی اتنی بڑی توہین کی ہے۔ کہ اسکی تلافی قیامت تک ناممکن ہے بجز ایک صورت کے کہ وہ اس حرکت شنیع سے توبہ کریں۔ اور آئندہ اس کی عزت و حرمت کی بجائے صرف اس کی افادیت کی بنا پر اس کی حفاظت و صیانت کا اہتمام کریں۔

ہندوؤں میں گاؤ پرستی کی رسم قرنہا قرن سے چلی آتی ہے۔ لیکن ماہرین فن تاریخ کا بیان ہے۔ کہ جذبہ گاؤ پرستی کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ گائے اور بیل قدیم ہندوؤں کے نزدیک بیحد مفید جانور تھے۔ زراعت میں بیل امداد دیتا تھا۔ سفر میں اسے گاڑیوں میں جوتا جاتا تھا۔ وہ ہل چلاتا تھا۔ کوئیں سے پانی نکالتا تھا۔ اس کی مادہ یعنی گائے دودھ دیتی تھی۔ جس سے لوگوں کے بچے پرورش پاتے تھے۔ دودھ سے گھی مکھن۔ دہی۔ کھویا۔ ربڑی تیار ہوتی تھی۔ اس کی کھال سے جوتے بنائے جاتے تھے۔ زین کا ساز و سامان تیار کیا جاتا تھا۔ لہذا قدیم ہندوؤں نے اپنی فہم اور اپنے ذوق کے مطابق اس کی پرستش شروع کر دی یعنی اسکو ایک قابل قدر و منزلت شے تسلیم کر لیا۔ اسلام سے پیشتر دنیا کے رہنے والوں کا طرز عمل بالعموم یہی تھا۔ وہ ہر مفید چیز کو قابل پرستش قرار دے لینے کے عادی تھے یہی سبب ہے۔ کہ ہندوستان میں پانی ہوا پتھر سانپ۔ گائے۔ بندر۔ پیپل۔ تلسی۔ راجہ۔ گورو سب کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ صرف اسلام کی تعلیم ہے۔ جس نے انسان کو اس احمقانہ جذبہ عقیدت سے نجات دلا کر بتایا۔ کہ تمام دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی۔ اور تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو۔ کہ ایک اللہ کی پرستش کرو۔ ہندوؤں کی مذہبی و معاشرتی اصلاح کیلئے بیسیوں فرقے پیدا ہوئے بابا نانک نے خالصہ مت جاری کیا۔ راجہ رام موہن رائے نے برہمو سماج قائم کی۔ سوامی دیانند نے آریہ سماج کے نام سے ہندو سوسائٹی کا ایک اصلاحی پروگرام بنایا۔ لیکن افسوس کہ یہ تمام مت اور سماجیں ہندوؤں کے دلوں سے گائے کے احترام کا بت نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی سوسائٹی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ انگریزوں نے ان کو توہمات کے گورکھ دھندے سے بڑی حد تک نکالا۔ آریہ سماج نے انکو وحدانیت کی طرف متوجہ کیا۔ لیکن افسوس کہ گائے کے سامنے جو گردنیں جھک گئی تھیں۔ وہ بدستور جھکی رہیں۔ اور خدائے واحد و قہار کے تخت عظمت و جبروت کو ہندوؤں کے تنگ و تاریک دلوں میں کوئی گنجائش نہ ملی۔ دعوئی توحید کے باوجود سکھ بھی گائے کا احترام کرتے ہیں۔ اور اسکی حفاظت کے لئے انسانوں کی جانیں لے سکتے ہیں۔ اور لے لیتے ہیں۔ آریہ سماج بھی وحدانیت الٰہی کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن ذبح بقر پر انکی گائے پرست روح بھی بیچین ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی زبان و قلم سے لوگوں کو گئو ماتا کی حفاظت کا اپدیش دینے سے نہیں شرماتے۔ رہے مالوی جی اور ان کی سناتنی جنتا تو اس کا تذکرہ ہی بیکار ہے۔ کہ وہ آج بھی گائے کو مستحق احترام قرار دیتے ہیں۔ لہذا اگر وہ سوراج کا مقصد بھی حفاظت گاؤ قرار دے لیں۔ تو تعجب اور افسوس نہ کرنا چاہئے۔ ان لوگوں کی حالت شرک و بت پرستی کے باعث پہلے ہی اس درجہ قابل رحم ہے۔ کہ مزید لعنت و ملامت کرنا ان پر ظلم ہوگا۔ ان حالات کی موجودگی میں حیرت و استعجاب کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر آئے دن ہم سنتے ہیں۔ کہ فلاں مقام پر انہوں نے جانوروں کی جانوں کے بدلے میں انسانوں اور ہمسایہ انسانوں کی جانیں تلف کر دیں۔ اور عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنا دیا۔ بیلچیوں کو اپنے ہمسایوں سے بھر دیا۔ اور ایک پورے شہر کی آبادی کو مبتلائے مصیبت کر دیا۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ ہندوؤں کی موجودہ بت پرستانہ اور مشرکانہ ذہنیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ انکی بعض مفسدہ پردازیوں اور ظالمانہ سفاکیوں پر تعجب نہ کرنا چاہئے۔ تو کیا اس صورت حال کو برقرار اور قائم بھی رہنے دینا چاہئے۔ کیا اس ذہنیت کا قلع قمع نہ کرنا چاہئے۔ کیا ہندوؤں کو راہ راست پر لا کر انسانی جان و مال کا احترام کرنا نہ سکھانا چاہئے۔ کیا مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت اور انکے شہری حقوق کے تحفظ کا کوئی انتظام نہ کرنا چاہئے۔ اور کیا اس مقصد کی تکمیل کا کوئی ذریعہ باقی نہیں ہے۔ اس سوال کا جواب ہمارے پاس صرف یہ ہے۔ کہ مایوس ہو جانیکی قطعاً کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہندوؤں کی اس مشرکانہ ذہنیت اور نامعقول دماغی کیفیت کی اصلاح ضرور ہونی چاہئے۔ اور اس کیلئے مسلسل اور متواتر اعلانات کئے جانے چاہئیں اور باقاعدہ طور پر پروپیگنڈا کر کے ہندوؤں کو بتانا چاہئے۔ کہ گائے ایک جانور ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر تم اسے مفید سمجھتے ہو تو بچا کر رکھو۔ اگر تم اس کو محترم و مقدس خیال کرتے ہو۔ تو کیا کرو۔ لیکن تمہیں یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ دوسروں کو بھی اسکا گوشت کھانے سے روکو۔ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو طبعاً۔ فطرتاً۔ اعتقاداً۔ اور مذہباً نفرت ہے۔ لیکن اس سے وہ غیر مسلموں کو نہیں روکتے۔ مثلاً بت پرستی مسلمانوں کے نزدیک اس قدر بری اور مذموم شے ہے۔ کہ اس کے تذکرے سے بھی مسلمان کی طبیعت ابا کرتی ہے۔ مسلمانوں کی آنکھیں انسانوں کو پتھروں کے سامنے جھکا ہوا دیکھنا گوارا نہیں کر سکتیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے۔ کہ وہ دنیا کو بتوں سے پاک کر دیں۔ اور انسانوں کی پیشانیوں سے بت پرستی کے داغ ذلت کو دور کر دیں۔ لیکن چونکہ امن و امان اور حقوق شہریت کے احترام کا اقتضا ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنے طور طریق پر عبادت کرنے دی جائے۔ اس لئے وہ اس بدعملی کو دیکھتے ہیں۔ اور خاموش گذر جاتے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی چاہئے۔ کہ وہ مسلمانوں کے حق گاؤ خوری میں مزاحم نہ ہوں۔ وہ گائے کے گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ تو کیا کریں لیکن مسلمانوں کو اس سے باز رکھنے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے۔ اب تک جو قانونی غلطی ہوئی ہے۔ وہی تمام فسادات کی جڑ ہے۔ قانون میں رواج اور رسم کو سب سے اونچا درجہ دیا گیا ہے۔ یعنی جب کسی مقام کے مسلمان مذبح گاؤ کھولنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں حکام ضلع سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ حالانکہ گائے کے گوشت کی خرید و فروخت بالکل عام تجارتی مشاغل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہ ہونی چاہئے۔ کوئی شخص جوتے کی دکان کرنے کے لئے مجسٹریٹ ضلع سے دریافت نہیں کرتا۔ کوئی شخص پنساری کی دکان یا آٹا دانے کی دکان کے لئے حکام ضلع سے اجازت نہیں لیتا پھر گائے کے گوشت کی فروخت اور مذبح کے تعمیر کے لئے کیوں اجازت لینے کی ضرورت ہو۔ قانون انگریزی کے اندر جو سب سے بڑی فروگذاشت رکھی گئی ہے وہ یہی ہے۔ کہ اس نے ہندوؤں کے غلط جذبہ کو ملحوظ رکھکر مذبح گاؤ پر رسم و رواج کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ اس احمقانہ آئین سازی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر مقام پر مذبح گاؤ قائم کرنے سے پہلے ایک بے پناہ بحث چھڑ جاتی ہے کہ یہاں پہلے بڑا گوشت فروخت ہوتا رہا ہے یا نہیں۔ فاضلکا ضلع فیروزپور میں اب تک اس قضیہ نامرضیہ کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔ اور قادیان کے قرب و جوار میں بھی جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ اس تنازعہ کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ حکومت قانوناً اس امر کو تسلیم کرلے کہ جس طرح ہر شخص کو اپنے ذوق و مسلک کے مطابق عبادت کرنے کا حق ہے اسی طرح خورد و نوش کی ضروریات مہیا کرنے کا بھی اختیار ہے۔ بجز ان چند چیزوں کے جن کو تمام ہندوستانی اخلاقاً اور مذہباً برا سمجھتے ہیں۔ مثلاً شراب وغیرہ۔

لیکن موجودہ حالات میں چونکہ حکومت نے اپنی کمزوری اور ناعاقبت اندیشی کے باعث اس اصل الاصول کو رائج و نافذ نہیں کیا۔ اس لئے ہندوؤں اور سکھوں کو ہر مقام پر مزاحم ہونے کی جرأت ہو گئی ہے۔ اور وہ ہر موقعہ پر مسلمانوں کے حقوق شہریت میں مداخلت بے جا کے عادی ہو گئے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہندوؤں نے بلا استثنا مسلمانوں کے حق ذبح گاؤ کی مخالفت کر کے ملک کی سیاسی فضا کو سخت مکدر کر دیا ہے نخود نہرو رپورٹ میں جو ہندوؤں کے اکثر طبقوں کے نزدیک مسلمہ دستور اساسی ہے۔ مسلمانوں کے حقوق شہریت میں آزادی عبادت وغذا کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور ہندوؤں کا اس اصل الاصول کے تسلیم کر لینے کے بعد ذبح گاؤ کے حق کی مخالفت کرنا نہایت خطرناک ہے۔ ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ان کے اسی قسم کے فاپوچیانہ طرز عمل نے ہندوستان کی اقلیتوں کو بدگمان اور ہندوستان کی آزادی و رستگاری کی منزل کو دور کر رکھا ہے۔ ہندوؤں کو اب اپنی ذہنیت بدل دینی چاہئے۔ ان کو تسلیم کر لینا چاہئے۔ کہ ذبح گاؤ میں مداخلت کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں ہے ہر مسلمان کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ گائے کو جب چاہے۔ اور جہاں چاہے ذبح کرے اور اس کا گوشت شوق سے کھائے۔ ہماری رائے میں اس حق کے متعلق مستقل قانونی کوشش ہونی چاہئے۔ جس طرح راجپال کی کتاب کے قضیہ کے بعد ایک جدید قانون کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اسی طرح قضیہ قادیان کے بعد ایک جدید آئینی دفعہ کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ جس میں قانوناً مسلمانوں کے ذبح گاؤ کو تسلیم کر لیا جائے۔ اور رسم و رواج کی تمام قیود کو اڑا دیا جائے۔ (مدینہ بجنور ۵ر ستمبر)

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت صہ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی صہ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات اسٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کر دی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں ؂

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم وبیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔

نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں ؂

خاکسار:۔ میرزا بشیر احمد ایم۔اے، قادیان ؂

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

دسہرے کی آئندہ تعطیلات کیواسطے واپسی ٹکٹ جو ۲۱ر اکتوبر ۲۹ تک کام آسکینگے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں کیلئے ۲ر اکتوبر سے ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۶ء تک حسب ذیل شرح سے دیئے جائیں گے بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سو میل سے زیادہ ہو ؂

درجہ اول و دوم	۱ ۱/۳ کرایہ
" درمیانہ	۱ ۱/۲ "
" سوم	۱ ۳/۴ "

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس لاہور ۱۳ر اگست ۱۹۲۶ء

ڈی۔ بی۔ مرڈر۔ او۔ بی۔ ای
چیف کمرشل منیجر

پڑھنے کے قابل کتابیں

۱۔ بخار دل۔ جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی پرمعارف۔ کیف انگیز۔ روح پرور۔ اثر خیز۔ اور بے نظیر نظموں کا دلفریب مجموعہ ہے۔ اس سے بہتر اور اعلےٰ نظمیں آپ کو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملیں گی۔ قیمت ۱۲ر

۲۔ پھولوں کی ڈالی۔ چھوٹے بچوں کے لئے آسان اور دلچسپ اخلاقی نظموں کا نہایت خوبصورت مجموعہ قیمت مجلد ۸ر

۳۔ جنت کے پھول۔ چند مزید اور سلیس تبلیغی نظمیں۔ قیمت ۲ر

۴۔ اسلامی کہانیاں۔ بچوں کے لئے آسان عبارت میں چھوٹی چھوٹی اسلامی کہانیاں۔ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

۵۔ کلیات نظم حالی۔ مولانا حالی کی تمام چھوٹی بڑی ہر قسم کی نظموں کا مجموعہ۔ جلد اول ۱۲ر۔ جلد دوم ۱۲ر

۶۔ علمی ڈائرکٹری۔ تمام ہندوستان کے اردو اخبارات اہل علم اصحاب تعلیم یافتہ مستورات۔ اور انجمنوں کے مفصل پتے اس میں درج ہیں۔ نہایت کارآمد اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی پانی پت

زراعتی آلات

و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل نیشکر کے بیلنہ جات چارہ کترنیکی مشین (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے قیمہ اور سیویاں بنانے کی بے نظیر ایجاد مشینیں۔ آہنی خراس (بیل چکی) طلور بلز دھان ملز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ وغیرہ وغیرہ عمدہ اور بکفایت مال خریدنے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔ ہم سے سیدھا مال منگانے پر آپ کو بیت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہے گی۔ ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ (پنجاب)

موقعہ کی زمین

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ضرورتمند خط و کتابت سے قیمت طے کرلیں ؂

چودہری الف معرفت منیجر الفضل قادیان

دی تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

کے کاروبار میں روپیہ لگانا۔ جائداد اور زیورات پر ہزاروں روپیہ بند کرنے بنکوں و ڈاک خانوں میں جمع کر رکھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ خوشبودار تیل سینٹ اور بناؤ سنگار کی دیگر اشیاء۔ نیز شربت۔ عرق۔ ادویات۔ بوٹ پالش۔ روشنائیاں وغیرہ کی تجارت بہت بڑے پیمانہ پر کرنے کے واسطے قائم ہوئی ہے۔ توقع ہے کہ منافع پچیس فیصدی سالانہ سے کم نہیں رہے گا۔ حصے کامیابی سے فروخت ہو رہے ہیں۔ اگر آپ بھی کچھ رقم اس نفع بخش تجارت پر لگانا چاہیں۔ تو آج ہی پراسپکٹس وغیرہ طلب فرمایئے

(نوٹ) حصے فروخت کرنے کے واسطے شریف اور بارسوخ آدمیوں کی ضرورت ہے۔

دی تاج کمپنی لمیٹڈ ریلوے روڈ لاہور۔

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب۔ مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ حسین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

فرانس کے ایک ڈاکٹر کی حیرت انگیز شہرہ آفاق مجرب

اور

شرطیہ بے نظیر ایجاد

حسن یوسف رجسٹرڈ

چہرے کے بدنما داغوں کو دور کرنے گورے اور خوبصورت ہونے کی شرطیہ اور لاثانی دوا

جس کے صرف چند روز بلاناغہ مل کر نہانے سے کالا اور کملایا ہوا بدنما کرخت چہرہ اور جسم مخمل کی مانند ملائم اور گلاب کے پھول کی طرح خوبصورت اور سرخ ہو جاتا ہے جس کا ہر ایک قطرہ چیچک وغیرہ کے بدنما سیاہ داغوں کی نشیب میں اپنا گھر بنالیگا۔ جس سے گویا نہ کسی قسم کے چیچک کا داغ رہیگا۔ نہ چھائی نہ کیل ہونگے۔ نہ کہنے جھریاں دور ہو جائینگی۔ اور نہاتے ہی فی الفور کافور۔ اگر چہرہ کا رنگ ۱۲ برس کے حسین کے برابر پیارا معلوم نہ ہو۔ تو دام نہیں لینگے۔ خوشبو اسقدر اعلےٰ کہ شہزادوں کے استعمال کے لائق۔ ایک دفعہ ملکر چاہئے دوبارہ غسل کیا جائے۔ دماغ معطر رہے پسینہ کی بدبو۔ بغل گند۔ کھال کے کل عوارض پھوڑے پھنسی۔ کھال کا تڑخنا داد پیر کا پھٹنا۔ خارش کو از حد مفید ہے۔ عطر اور پوڈر کا لگانا۔ شوقین لوگ بھول جائینگے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف فی شیشی دو روپیہ تین شیشی پانچ روپے چار آنے۔ صرف ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

مہ و خورشید کے منہ دھو نیکو حسن و خوبصورتی کا صابن **حسن یوسف سوپ** (رجسٹرڈ) قیمت صرف فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

بیگمات اور رانیوں کے لئے حسن و خوبصورتی کا مخزن دائمی شباب کا ضامن **حسن یوسف ہیر آئل رجسٹرڈ**۔ قیمت صرف فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

لو آج پیش کش ہے یہ ایجاد کام کی حاجت نہ استرے کی نہ منت حجام کی

بال

خرطیہ عمر بھر نہیں اُگتے

یہ ایک قسم کا روغن ہے جو بالوں کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے ملطف یہ کہ بغیر رہے جکو دیکھ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور اس بینظیر جوہر کو صرف تین چار مرتبہ استعمال کرنے سے بغیر کسی تکلیف کے نازک سے نازک جگہ کے بال اگنے ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں اور پھر تازندگی دوبارہ بال اس جگہ نہیں اگتے۔ بلکہ جلد نہایت عمدہ ریشم کی طرح نرم ملائم اور گلاب کے پھول کی مانند خوبصورت ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ نہایت اعلےٰ اور خوشبودار بلا تکلیف بال دور کرنے کی اصلی آزمودہ اور شرطیہ دوا ہے جس کی خوبیاں استعمال سے معلوم ہونگی۔ صرف ایک دفعہ آزمائش شرط ہے باوجود اس قدر خوبیوں کے قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ)

ملنے کا پتہ

ہیڈ آفس حسن یوسف رجسٹرڈ لاہور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم۔ خاصکر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آ سکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔

قیمت ساٹھ گولی بمعہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

عزیز ہوٹل۔ قادیان ضلع گورداسپور

بواسیر کی مرض جڑ سے کٹ گئی

ناظرین اس دوائی کے اشتہار کو ہم اس سال کے پرچہ خاص سالانہ میں بھی لکھا چکے ہیں۔ اور جن صاحبان نے اس دوائی کو ہم سے منگوا کر استعمال کیا ہے۔ امید ہے۔ بیماری جڑ سے کٹ گئی ہو گی۔ اور ان کو فائدہ عمر بھر کیلئے پہنچ گیا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہو۔ یہ دوائی ایک سنیاسی کا بخشا ہوا نسخہ ہے۔ جو دوائی کہ ہزاروں کو اچھا کر چکی ہے۔ بواسیر کیسی ہی پرانی ہو۔ یا نئی خونی ہو۔ یا بادی۔ صرف سات روز اس دوائی کے استعمال سے عمر بھر کے لئے جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔ اور پرہیز بھی کوئی خاص نہیں ہے۔ قیمت صرف سات یوم کے استعمال کے واسطے ایک روپیہ بارہ آنے (عہ)

شیخ وزیر معرفت شیخ محمد الدین محلہ شیخاں

بازار جوڑے موری۔ اندرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا۔ کہ صداقت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اسلئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی اسلئے یکی توجہ اسطرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کو اپریشن کرکے قومی بنیاد کو مستحکم کرنیکے لئے قدم اٹھائیں اگر آپکی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور دوستوں کے نام ارسال فرمائیں جو آپکے گردو پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ اور آرڈر دینے کے مجاز ہوں مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن۔ اور فوجی افسر وغیرہ مال از قسم سپورٹس سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلےٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگائیے گا

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

ہندوستان کی خبریں!

——— شملہ۔ ۱۶ر ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ کے پہلے اجلاس میں سات سرکاری مسودات قانون معمولی حیثیت کے پیش ہوئے۔ صدر مسٹر ہنری مونکریف سمتھ نے درد بھرے الفاظ میں مہاراجہ دربھنگہ کی وفات کا تذکرہ کیا۔ اور اجلاس نے پسماندگان کو پیغام تعزیت بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

——— بمبئی۔ ۱۴ر ستمبر۔ فسادات بمبئی کی مجلس تحقیقات سفارش کرتی ہے۔ کہ حکومت کو بمبئی کے اشتراکیت پسندوں کی کارروائیوں کے خلاف زبردست تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ پٹھان قرضخواہوں کی نگرانی کا مسئلہ بنکنگ انکوائری کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اور قانون تخفیف جاری ہو جانا چاہئے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فسادات صرف اسی صورت میں رفع ہو سکتے ہیں۔ کہ دونوں قوموں کے دلوں کی حالت بدل دی جائے۔ یہ صرف بمبئی کا نہیں سارے ہندوستان کا مسئلہ ہے۔

——— کلکتہ۔ ۱۶ر ستمبر۔ آج ٹھیک تین بجے بعد دوپہر جتندر ناتھ داس کی ارتھی چتا پر رکھی گئی۔ پھولوں کے ہار ارتھی سے اتارے گئے اور انہیں خواتین کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ متوفی کے بھائی کرن داس نے بندے ماترم کے نعروں کے مابین نعش کو نذر آتش کر دیا۔

——— شملہ۔ ۱۶ر ستمبر۔ آج مجلس آئین ساز ہند میں ہوم ممبر نے اعلان کیا۔ کہ حکومت نے مسودہ قانون مقاطعہ جوعی کے متعلق رائے عامہ حاصل کرنے کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ اس کے بعد شاردا بل پر بحث و تمحیص شروع ہو گئی۔

——— امرتسر۔ ۱۶ر ستمبر۔ بلدیہ امرتسر کے اجلاس میں مسٹر داس کی موت واقع ہونے پر بطور ہمدردی اجلاس کو ملتوی کرنے کی قرارداد پیش کی گئی۔ اس پر بعض ارکان نے کہا۔ کہ ہم اس بات سے متفق ہیں کہ مسٹر داس نے کسی اصول کی خاطر اپنی جان نہیں دی۔ یہ قربانی نہیں ہے۔ بلکہ محض خودکشی ہے۔ چنانچہ ہمدردی کی قرارداد سات کے مقابلے میں ۹ آراء سے مسترد ہو گئی۔

——— پشاور۔ ۱۶ر ستمبر۔ کابل سے آمدہ مسافروں کا بیان ہے کہ تقریباً دس ہزار مسلح جوانوں پر مشتمل موجودہ حکمران کا ایک بھاری لشکر جس کے پاس بہت سی بندوقیں اور مشین گنیں ہیں۔ جلال آباد کی طرف کوچ کرنے کی غرض سے جگدلک پہنچ گیا ہے۔ کابل جلال آباد روڈ پر گندمک پر خوگیانیوں کا ایک بھاری لشکر بھی حفاظت کے لئے جمع ہو رہا ہے۔

——— پنجاب یونیورسٹی نے حال ہی میں یہ قاعدہ پاس کیا ہے۔ کہ لا کالج کے پہلے سال کے امتحان میں جو طلبا فیل ہوں۔ ان کو امتحان میں دوبارہ شامل ہونے کے لئے کالج میں داخل ہونا چاہئے۔

——— میرٹھ۔ ۱۸ر ستمبر۔ آج مقدمہ سازش کے ۲۵ ملزموں نے مقاطعہ جوعی کی دھمکی دی۔ کہ اگر مطالبات منظور نہ کئے گئے۔ تو شورش کنندگان سب کے سب مقاطعہ جوعی کر دینگے۔

——— کراچی۔ ۱۷ر ستمبر۔ سیلاب نے فصلوں کو تباہ کر دیا ہے لیکن جو کچھ باقی بچا ہے۔ اسے ٹڈی دل سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ بالخصوص تھرپارکر کا علاقہ سخت خطرے میں ہے یہ تجویز ہو رہی ہے۔ کہ ٹڈی دل کو تباہ کرنے کے لئے زہریلی گیس چھوڑی جائے۔ جس سے پودوں کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہے۔

——— پشاور۔ ۱۸ر ستمبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گندمک کے مقام پر موجودہ حکمران کی فوج اور قبائل کے لشکر کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ اور سقہ شاہی ہراول جلال آباد کے قریب تک پہنچ گیا۔ سردار ہاشم خاں آج صبح پارہ چنار کے برطانی علاقے میں چلے آئے ہیں۔

——— ریوٹر کو غیر سرکاری طور پر خبر ملی ہے۔ کہ اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ۔ اپنے دو شہزادگان والا تبار اعظم جاہ ولیعہد بہادر اور معظم جاہ کی معیت میں یورپ کا سفر کریں گے۔ یہ سفر پرائیویٹ ہوگا۔

——— شملہ ۱۸ر ستمبر۔ آج اسمبلی میں شاردا بل پر بحث ہوئی۔ عمر شادی ۱۴ سال رکھنے کی تجویز منظور ہوئی۔ باقی تمام ترامیم گر گئیں۔

——— شملہ۔ ۱۸ر ستمبر۔ کوہستانی فوج ابھی تک قندھار کے قلعہ پر قبضہ کئے ہوئے ہے۔ اور اطلاع ملی ہے۔ کہ اردگرد کے درانی لشکروں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایک کوہستانی لشکر نے خورد کابل درہ کے راستہ اگر سخت لڑائی کے بعد جگدلک پر حملہ کر دیا ہے۔ اس لڑائی میں ہاشم خان کے لشکر تتر بتر ہو گئے ہیں۔

——— جالندھر۔ ۱۸ر ستمبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ماسٹر موتا سنگھ۔ بھائی بچن سنگھ کامریڈ دھنونتری۔ پانڈا سنت رام اور سردار ندھیر سنگھ نے مسٹر داس کی وفات کے بعد ۱۴ر ستمبر سے مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔

——— امرتسر۔ ۱۸ر ستمبر۔ بلونت سنگھ سارجنٹ ریاست نابھہ موضع کلیبہ میں ایک جھگڑے کی تحقیقات کے لئے گیا۔ اس نے ایک شخص کی داڑھی پکڑ کر کھینچی۔ جس نے اپنے بیٹوں کو آواز دی جنہوں نے سارجنٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

——— شملہ۔ ۱۷ر ستمبر۔ ہوائی ٹکٹ جو صرف ہوائی ڈاک کی خط و کتابت کے لئے مستعمل ہو سکیں گے عنقریب مشہور ڈاکخانوں پر فروخت کے لئے رکھے جائینگے۔ پہلے اس کے لئے یکم اکتوبر کی تاریخ تجویز کی گئی تھی۔ لیکن اب یکم نومبر مقرر ہوئی ہے۔

——— سکندر آباد۔ ۱۹ر ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ والسرائے ہند ماہ دسمبر کے وسط میں حیدر آباد دکن تشریف لیجائینگے

——— کراچی۔ ۱۷ر ستمبر۔ جو فصل سیلاب سے مامون رہی تھی اب اس پر ٹڈی دل نے حملہ کر دیا ہے۔ ٹڈیوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کا مقابلہ لوگوں کے بس سے باہر ہے۔ ایک نئی قسم کی گیس تیار کی جائیگی۔ جس سے فصلوں کو نقصان نہ پہنچے گا۔ مگر ٹڈیوں کا خاتمہ ہو جائیگا اس گیس کا نسخہ جرمنی سے بذریعہ تار منگوایا گیا ہے۔

——— مدراس۔ ۱۹ر ستمبر۔ سابق زمیندار سر ابیٹ نے مہاراجہ دنکا ناگری کے خلاف ۲ لاکھ روپیہ کے ہرجانہ کا دعویٰ اس بنا پر کیا ہے کہ مدعا علیہ نے اپنے لڑکے کی شادی اس کی لڑکی کے ساتھ نہ کر کے ہتک عزت کی ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

——— جوہنس برگ۔ ۱۴ر ستمبر۔ وزیر داخلہ نے حتمی طور فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ مولانا شوکت علی کے داخلہ افریقہ پر جو قیود عاید کی گئی ہیں۔ وہ دور نہ کی جائیں۔

——— لندن۔ ۱۶ر ستمبر۔ ذوالفقار علی خان نے ہز ہائینس آغا خان کو بحری پیغام بھیج کر تاکید کی ہے۔ کہ وہ فی الفور لندن پہنچ جائیں۔ اور فلسطین کی صورت حال کے سلسلے میں مسلمانوں کا ایک وفد لے کر لارڈ پسفیلڈ کے پاس چلیں۔

——— طہران کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ امسال حکومت ایران نے ۸۷ طلبا کو حصول تعلیم کے لئے یورپ روانہ کیا ہے۔

——— لندن۔ ۱۷ر ستمبر۔ مشہور و معروف دخانی کشتی "سن بیم" (شعاع آفتاب) کو جو ۱۸۷۴ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے مالک سر والٹر رنسی مین نے فروخت کر دیا ہے۔ یہ کشتی چھ لاکھ میل کا سفر کر چکی ہے۔ اور دنیا کے ہر ایک بندرگاہ میں ہو آئی ہے۔ گلیڈسٹون ٹینی سن اور سابق قیصر اس کشتی پر سفر کر چکے ہیں۔

——— کولون (جرمنی) ۱۷ر ستمبر۔ سان چارلکی کوئلہ کی کانیں آتشزدگی کا شکار ہو گئیں۔ متعدد خوفناک دھماکے ہوئے۔ جن کے نتیجہ میں ۳۱ جانیں ضائع ہوئیں۔ تیس سخت زخمی ہوئے اور متعدد لاپتہ ہیں۔ اس نوعیت کا قیامت خیز حادثہ سالہا سال سے لورین کے معادن زغال میں نہیں ہوا۔ کانیں تاحنوز شعلوں کی لپیٹ میں ہیں۔

——— وکٹوریا (کینیڈا) ۱۵ر ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ میں ننگے انسانوں کے مظاہرات کے سلسلے میں جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں تھیں۔ ان کے متعلق حکومت جمہوریہ امریکہ نے یہ سزا تجویز کی ہے۔ کہ آئندہ اس قماش کے لوگوں کو جزیرہ ڈارسی واقع خلیج جارجیا میں جلاوطن کر دیا جائے۔

——— یروشلم۔ ۱۷ر ستمبر۔ آج گورہ فوج نے قلعہ کے اندر کھلی ہوا میں محفل سرود منعقد کی۔ جس میں ہائی کمشنر اور متعدد برطانی افسروں کے علاوہ کثیر التعداد عرب اور یہودی بھی شریک ہوئے۔ جنہوں نے آپس میں مل جل کر تفریح کی۔ تاہم ان دونوں جماعتوں میں بغض و عناد کے جذبات برابر پائے جاتے ہیں۔ اور اخبارات میں ایک دوسرے کے خلاف الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔ فلسطین میں تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا ہے۔ وہ لندن سے ۳ر اکتوبر کو جہاز میں سوار ہو جائیگا۔

——— جنیوا۔ ۱۷ر ستمبر۔ وائیکونٹ سسیل کی اس درخواست کے باوجود کہ اب مزید تاخیر سے کام نہیں لینا چاہئیے۔ جمعیۃ الاقوام کی تیسری کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مظلوم ممالک کی مالی امداد کے معاہدے کی پہلی دفعہ کو مزید غور و خوض کے لئے ایک سب کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اس فیصلے کی وجہ یہ ہے۔ کہ امداد کی شرائط کے متعلق برطانیہ و فرانس میں اختلاف ہو گیا تھا۔

——— لندن۔ ۱۸ر ستمبر کل صبح سالفش ہینڈ بل میں پانچ لاکھ گیلن تیل کو آگ لگ جانیکے باعث ہولناک اور خوفناک شعلے بلند ہو رہے ہیں۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)